﴿... اِنَّ الفَضلَ بِیَدِاللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَشَاءُ*﴾ (آل عمران: ۷۴) ﴿... عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا*﴾ (بنی إسرائیل: ۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعۃ المبارک ۲۴ اپریل ۱۹۹۵ء شمارہ ۱۷

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو تو انسان مشکلات دنیا سے نجات پا سکتا ہے

دنیا کے مشکلات اور تلخیاں بہت ہیں۔ ہر ایک دشت پرخار ہے۔ اس میں سے گزرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ گزرنا تو سب کو پڑتا ہے لیکن راحت اور اطمینان کے ساتھ گزر جانا ہر ایک شخص کو میسر نہیں آ سکتا۔ یہ صرف ان لوگوں کا حصہ ہے جو اپنی زندگی کو ایک فانی اور لاشئی سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے لئے اسے وقف کر دیتے ہیں اور اس سے سچا تعلق پیدا کر لیتے ہیں ورنہ انسان کے تعلقات ہی اس قسم کے ہوتے ہیں کو کوئی نہ کوئی تلخی اس کو دیکھنی پڑتی ہے۔ بیوی اور بچے ہوں تو کبھی کوئی بچہ مرجاتا ہے تو صدمہ برداشت کرتا ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو تو ایسے ایسے صدمات پر ایک خاص صبر عطا ہوتا ہے جس سے وہ گھبراہٹ اور سوزش پیدا نہیں ہوتی جو ان لوگوں کو ہوتی ہے جن کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے منشاء کو سمجھ کر اس کی رضا کے لئے اپنی زندگی کو وقف کرتے ہیں وہ بے شک آرام پاتے ہیں ورنہ ناکامیاں اور نامرادیاں زندگی تلخ کر دیتی ہیں۔

ایک کتاب میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ ایک شخص سڑک پر روتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک ولی اللہ اس سے ملے۔ انہوں نے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میرا دوست مر گیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تجھ کو پہلے سوچ لینا چاہئے تھا۔ مرنے والے کے ساتھ دوستی ہی کیوں کی؟

دنیا عجیب مشکلات کا گھر ہے۔ بیوی بچوں کے نہ ہونے سے بھی غم ہوتا ہے اور اگر ہوں تب بھی مشکلات پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے بعض نادان انسان عجیب عجیب مشکلات میں مبتلا ہوتے ہیں اور صراط مستقیم سے ہٹ کر ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مال بہم پہنچاتے ہیں اور پھر اور مشکلات میں پھنستے ہیں۔ ایک فقیر ننگ دھڑنگ جس کے پاس ستر پوشی کے سوا اور کوئی کپڑا تک نہ تھا خوش و خرم کھیلتا کودتا جا رہا تھا۔ کسی سوار نے اس سے پوچھا کہ سائیں صاحب آپ ایسے خوش کیوں ہیں؟ اس نے کہا کہ جس کی مرادیں حاصل ہو جائیں وہ خوش ہوتا ہے یا نہیں؟ سوار نے کہا کہ تیری ساری مرادیں کس طرح پوری ہو گئی ہیں؟ اس نے کہا جب خواہشیں چھوڑ دیں تو مرادیں پوری ہو گئیں۔

بات بالکل ٹھیک ہے۔ انسان دو طرح سے ہی خوش ہو سکتا ہے یا تو حصول مراد کے ساتھ یا ترک مراد کے ساتھ۔ اور ان میں سے سہل طریق ترک مراد کا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ سب کی زندگی تلخ ہے بجز اس کے جو اس دنیا کے علاقوں سے الگ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات بادشاہوں نے بھی ان تلخیوں اور ناکامیوں سے عاجز آ کر خودکشی کر لی ہے۔

دنیا کی لذت خارش کی طرح ہے۔ ابتداءً لذت آتی ہے پھر جب کھجلاتا رہتا ہے تو زخم ہو کر اس میں سے خون نکل آتا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ اور وہ ناسور کی طرح بن جاتا ہے۔ اور اس میں درد بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ گھر بہت ہی ناپائیدار اور بے حقیقت ہے۔ مجھے کئی بار خیال آیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی مردے کو اختیار دے دے کہ وہ پھر دنیا میں چلا جاوے تو وہ یقیناً توبہ کر اٹھے کہ میں اس دنیا سے باز آیا۔ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو تو انسان ان مشکلات دنیا سے نجات پا سکتا ہے کیونکہ وہ دردمندوں کی دعاؤں کو سن لیتا ہے مگر اس کے لئے یہ شرط ہے کہ دعائیں مانگنے سے انسان تھکے نہیں تو کامیاب ہو گا۔ اگر تھک جائے گا تو نری ناکامی نہیں بلکہ ساتھ بے ایمانی بھی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے بدظن ہو کر سلب ایمان کر بیٹھے گا۔ مثلاً ایک شخص کو اگر کہا جاوے کہ تو اس زمین کو کھود خزانہ نکلے گا۔ مگر وہ چار پانچ ہاتھ کھودنے پر اسے چھوڑ دے اور دیکھے کہ خزانہ نہیں نکلا تو وہ اس نامرادی اور ناکامی پر ہی نہ رہے گا بلکہ بتانے والے کو بھی گالیاں دے گا۔ حالانکہ یہ اس کی اپنی کمزوری اور غلطی ہے جو اس نے پورے طور پر نہیں کھودا۔ اسی طرح جب انسان دعا کرتا ہے اور تھک جاتا ہے تو اپنی نامرادی کو اپنی سستی اور غفلت پر تو حمل نہیں کرتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ پر بدظنی کرتا ہے اور آخر بے ایمان ہو جاتا ہے اور آخر دہریہ ہو کر مرتا ہے"۔

(ملفوظات جلد ۷ [مطبوعہ لندن] صـ ۲۱ تا ۲۳)

مختصرات

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں یورپ کے دورہ پر تشریف لے گئے ہوئے ہیں اس وجہ سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں یہ اصولی تبدیلی ہوئی ہے کہ ان دنوں میں نئے پروگرام پیش نہیں کئے جا رہے تاہم وہ پروگرام جو اس سے قبل پیش کئے جا چکے ہیں اور بے پناہ مستقل افادیت کے حامل ہیں دوبارہ ناظرین کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ افادیت کا یہ پہلو بھی ہے کہ جو احباب کسی مجبوری کی وجہ سے اس سے قبل یہ پروگرام ملاحظہ نہیں فرما سکے تھے انہیں بھی اب یہ پروگرام دیکھنے کا موقعہ مل رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قدم قدم پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا حافظ و ناصر ہو اور اس کی حفظ و امان کے سایہ میں جلد بخیریت واپسی ہو۔ آمین۔

۸ اپریل بروز ہفتہ:

معمول کے مطابق آج اطفال و ناصرات کی تعلیمی کلاس منعقد ہوئی جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں خاکسار نے لی۔ اس کلاس میں بچوں سے باری باری سورہ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات سنیں، نیز وہ دعائیں جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ انہیں سکھا چکے تھے، وہ بھی سنیں اور جن بچوں نے ابھی تک یہ یاد نہیں کی تھیں، انہیں یاد کرنے کا کہا۔

۹ اپریل بروز اتوار:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ پروگرام جو صومالین احباب کے ساتھ ۴ دسمبر ۱۹۹۴ء کو ہوا تھا، نشر مکرر کے طور پر دکھایا گیا۔

۱۰، ۱۱ اپریل بروز سوموار و منگل:

ہومیو پیتھی کی کلاسز نمبر ۱۵ اور ۱۶ جو علی الترتیب مورخہ ۱۶ اور ۱۷ مئی ۱۹۹۴ء کو حضور انور نے لی تھیں، دوبارہ ان دو دنوں میں پیش کی گئیں۔

۱۲، ۱۳ اپریل بروز بدھ و جمعرات:

ہر بدھ اور جمعرات کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ترجمۃ القرآن بمع ضروری تفسیر کے سکھاتے ہیں۔ چنانچہ ان دو دنوں میں حسب پروگرام ترجمۃ القرآن کی کلاسز نمبر ۱۵ اور ۱۶ دکھائی گئیں۔ جن میں حضور انور ایدہ اللہ نے سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۱۴۱ تا ۱۵۴ کا ترجمہ و تفسیر بیان فرمائی۔

۱۴ اپریل بروز جمعۃ المبارک:

حضور انور کا پروگرام "ملاقات" جو ۱۶ دسمبر ۱۹۹۴ء کو ہوا تھا اور مجلس سوال و جواب پر مشتمل تھا دوبارہ دکھایا گیا۔

(ع - م - ر)

جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کا ۳۰ واں جلسہ سالانہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کا ۳۰ واں جلسہ سالانہ انشاء اللہ ۲۸، ۲۹ اور ۳۰ جولائی ۱۹۹۵ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار اسلام آباد (سرے، انگلستان) میں منعقد ہو گا۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کا یہ جلسہ سالانہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت کی وجہ سے مرکزی اہمیت کا حامل جلسہ ہے جس میں اکناف عالم سے عشاق اسلام جوق در جوق تشریف لاتے ہیں۔ دراصل یہ جلسہ سالانہ اس مرکزی جلسہ سالانہ کی ایک شاخ ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء میں جاری فرمایا تھا۔ اور اس کے بارہ میں فرمایا تھا۔

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے ...... اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے .... اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"۔ (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۱ء)

اس جلسہ سالانہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایمان افروز خطابات مرکزی حیثیت رکھتے ہیں علاوہ ازیں نماز تہجد اور پانچوں نمازیں با جماعت ادا کی جاتی ہیں۔ علماء سلسلہ کے خطابات ہوتے ہیں اور سارا وقت دعاؤں، عبادات اور ذکر الٰہی کے روح پرور ماحول میں بسر ہوتا ہے۔ الغرض یہ تین دن روحانی اور علمی ترقی کے لئے انمول ایام ہیں جن سے احباب جماعت کو بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو ہر پہلو سے بہت ہی کامیاب فرمائے اور اس میں شامل ہونے والوں کو اس کی عظیم نعمتوں سے بہرہ ور فرمائے آمین۔

عطاء المجیب راشد (افسر جلسہ گاہ)

اداریہ

یہ مسلماں ہیں........!!!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے آخری زمانہ میں مسلمانوں کے تنزل اور بگاڑ کے متعلق خبردیتے ہوئے فرمایا تھا کہ عنقریب ایسازمانہ آئے گاجب نام کے سوااسلام کاکچھ باقی نہیں رہے گااور الفاظ کے سواقرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہونگی اور ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہونگے۔ ان میں سے فتنے اٹھیں گے اور انہی میں لوٹ جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ میری امت پر بھی وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے جن میں ایسی مطابقت ہوگی جیسے ایک پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے امت کی مختلف فرقوں میں تقسیم کاذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ لیکن ایک فرقہ کے سوا باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا کہ یہ ناجی فرقہ کون ساہو گاتو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا وہ فرقہ میری اور میرے صحابہؓ کی سنت پر عمل پیرا ہوگا۔

یہ دور جس میں سے ہم اس وقت گزر رہے ہیں وہی دور ہے جس میں اسلام صرف نام کا باقی رہ گیا ہے اور بدقسمتی سے مسلمانوں کی اکثریت حقیقت اسلام سے عاری ہوچکی ہے۔ دین اسلام جوامن اور سلامتی کا دین ہے، جواپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنے اور اپنے وجود سے کھوئے جانے اور اس کے احکامات کے سامنے سرتسلیم خم کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کے پیروکاروں کی اکثریت جبروتشدد کی نہ صرف قائل ہے بلکہ اسلام کے مقدس نام پر دہشت گردی اور ظلم اور بربریت اور بدامنی اور فساد پھیلانے پر تلی ہوئی ہے۔ اور خدا کے دین کی سربلندی اور بنی نوع انسان کی بھلائی اور ہمدردی کے لئے اپنے وجود کی قربانی پیش کرنے کی بجائے دوسروں کے خون بہانے پر کمر بستہ دکھائی دیتی ہے۔ یہاں تک کہ مغربی دنیاان نام نہاد مسلمانوں کے اس طرز عمل کی وجہ سے اسلام کو ہی ایک خونی اور دہشت گرد مذہب کے طور پر دیکھنے لگی ہے۔ حال ہی میں ۱۹ اپریل ۱۹۹۵ء کو پشاور کے قریب شبقدر کے مقام پر ہزاروں افراد کے مجمع نے چوہدری ریاض احمد صاحب اور ڈاکٹر رشید احمد صاحب پر حملہ کر کے چوہدری ریاض احمد صاحب کو شہید اور ڈاکٹر رشید احمد صاحب کو شدید زخمی کیا ہے۔ اس کی جو مزید تفصیلات مرکز میں پہنچی ہیں وہ نہایت لرزہ خیز اور دل دہلانے والی ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ فرمودہ ۱۴ اپریل میں اس واقعہ کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔

فتنہ پرور ملاؤں نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فرمودہ کے مطابق "شر من تحت ادیم السماء" آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین ہیں۔ عوام الناس کو بھڑکایا کہ یہ مرتد ہیں ان کو قتل کرو۔ چوہدری ریاض احمد صاحب نے یہ سن کر کہا کہ خبردار مجھے مرتد نہ کہو۔ میں مسلمان ہوں۔ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر میرا ایمان ہے لیکن ان ظالموں نے کلمہ سن کر بھی ہاتھ نہیں روکا اور آپ کی پیشانی پر زور سے پتھر مارا جس سے آپ بیہوش ہوکر گر پڑے۔ اس وقت بھی کلمہ طیبہ آپ کی زبان پر جاری تھا۔ ان درندہ صفت انسانوں نے آپ کو شہید کرنے کے بعد آپ کی نعش کو گھسیٹا اور پھر اس پر ناچ کرتے رہے اور ٹھوکریں مارتے رہے۔ ایسا ہی آپ کے خسر ڈاکٹر رشید احمد صاحب کو اتنا مارا کہ وہ سمجھے کہ یہ بھی مرچکے ہیں۔ تب انہیں پولیس مردہ سمجھ کر وین میں ڈال کر مردہ خانہ لے جانے لگی۔ اس دوران وین میں موجود پولیس والوں نے بھی انہیں ٹھڈے مار کر اپنی دانست میں ثواب کمایا اور اس سارے واقعہ کے دوران "مملکت اسلامیہ جمہوریہ" کی "فرض شناس پولیس" احاطہ عدالت میں موجود رہی اور اس کی حفاظت اور نگرانی میں مجرموں نے ان معصوموں کا خون بہایا اور نعش کی بے حرمتی کی۔

آخر یہ کون سااسلام ہے جس کا مظاہرہ شبقدر میں ان ہزاروں لوگوں نے دو معصوموں کا خون بہا کر اور ریاض شہید کی نعش پر بھنگڑے ڈال کر کیا۔ کیا بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی زندگیوں میں اس قسم کی حرکتوں کی کوئی بھی مثال نظر آتی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر یہ کس اسلام کے دعویدار ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے تو کلمہ توحید کی خاطر ماریں کھائیں۔ انہیں تپتی ریت پر، دہکتے انگاروں پر لٹایا گیا۔ پتھریلی زمین پر گلے میں رسیاں ڈال کر گھسیٹا گیا۔ اور نہایت بے دردی سے ان معصوموں کا خون بہایا گیا۔ اور انہوں نے درحقیقت اپنے خونوں سے شجر اسلام کی آبیاری کی۔ لیکن ان کا خون بہانے والے مشرک تھے۔ اسلام کے دشمن تھے مگر یہاں مسلمان کہلانے والے اسلام کے نام پر ایسی اخلاق سوز اور غیر انسانی حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور تعجب ہے کہ پھر بھی ان کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ ہی اصلی مسلمان ہیں اور کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے اقرار کے جرم میں جس کی جان لی جارہی ہے وہ کافر اور مرتد ہے۔ ؎

غل مچاتے ہیں کہ یہ کافر ہے اور دجال ہے
میں تو خود رکھتا ہوں ان کے دین سے اور ایماں سے عار
گر یہی دیں ہے جو ہے ان کے خصائل سے عیاں
میں تو اک کوڑی کو بھی لیتا نہیں ہوں زینہار

کاش کہ یہ لوگ فرمودہ رسولؐ کے آئینہ میں اپنی شکلیں دیکھیں تو انہیں معلوم ہو کہ ان کا کردار حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ اور آپ کے صحابہؓ کے کردار کے سراسر منافی ہے اور اس سے دور کی بھی کوئی نسبت انہیں حاصل نہیں۔ حقیقی مسلمان اور ناجی فرقہ مسلمان وہی ہے جو حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ اور آپ کے صحابہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے احیاء اسلام کے لئے اپنے خون کا نذرانہ پیش کرنے والا ہے۔ اور وہ صرف اور صرف "مسلمان فرقہ احمدیہ" ہی ہے جسے یہ سعادت حاصل ہے۔

احادیث النبی ﷺ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ۔

(الترغیب والترہیب باب الترغیب فی الاکتساب صفحہ ۱۸۲ بحوالہ الطبرانی فی الکبیر)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ماہر دست کار اور ہنر مند مومن کو پسند کرتا ہے۔

صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ

خاک سے تیری اٹھائے گا خدا تیرے حلیف
تیرے خوں کے قطرہ قطرہ سے نئے عبداللطیف

اے ریاض عشق کی شاخ بریدہ! آج بھی
تو ہری ہے، کونپلیں پھوٹیں گی تجھ سے نت نئی

آج تک ہے فصل گل تیری مہک سے آشنا
شیشہ عطر محبت تھا دل صافی ترا

ہو گئی گو آگہی آثار منزل کی تجھے
خوبی قسمت تری منزل پہ لے آئی تجھے

سطوت شاہی کو تیرا امتحاں منظور تھا
اور تو سود و زیاں کی منزلوں سے دور تھا

تو جہاد عشق میں غارتگر کبر و غرور
ذکر حق ورد زباں سلطان جابر کے حضور

تیری درویشی غلامی کے چلن سے دور تھی
حاکمیت تخت سلطانی پہ تھی جمہور کی

جور بے حد پر بھی تو بیگانہ فریاد تھا
قید زنجیر و سلاسل میں بھی تو آزاد تھا

سیکھ لیتے تیرے سینہ سے قرینہ علم کا
دفن نادانوں نے کر ڈالا خزینہ علم کا

آرہے تھے تجھ پہ جب مانند باراں سنگ و خشت
پھول لے کر منتظر تھیں تیری حوران بہشت

آج بھی مجھ کو ترے مقتل سے آتی ہے صدا
مجھ سے سیکھو سیکھنا چاہو جو آداب فنا

آہ کیا تاب و تب پرواز بال و پر میں تھی
روح آزادی ترے خاکستری پیکر میں تھی

(عبدالمنان ناہید)

اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہوں جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔

(مسیح ہندوستان میں)

اردو ادب اور
حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(امین اللہ خان سالک)

خیالات واحساسات کی ترجمانی، تاثرات ذہنی کے اظہار، جذبات قلبی اور کیفیات باطنی کی تبیین وتوضیح کے لئے ادب اور زبان اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔ بالفاظ دیگر ادب وہ فن لطیف ہے جس میں الفاظ کی مدد سے کوئی ماہر فن زندگی کی خارجی اور داخلی حقیقتوں کے بارے میں اپنے جذبات واحساسات کا حسین اور مؤثر انداز میں اظہار کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے اس حقیقت کو قرآن کریم میں اس طرح بیان فرمایا ہے:۔

"الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان"

(سورہ الرحمٰن)

کہ خدائے رحمان وہ ذات ہے جس نے قلب پر قرآن کا نزول فرمایا اور پھر ایسا بنایا کہ قوت بیانیہ اس میں کامل طور پر پائی جائے اور وہ اپنے مافی الضمیر کا اظہار اچھے پیرایہ میں کر سکے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا" کہ کئی شعر پر حکمت اور پر معانی ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض بیان جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ گویا ادب اسلامی نقطہ نظر سے بھی انسانی زندگی کا ایک جزو لاینفک ہے جس کے ذریعہ انسان معاشرتی، سماجی، اخلاقی، نفسیاتی اچھائیوں اور برائیوں کا تجزیہ کر کے تہذیب وتمدن کے ارتقاء میں مفید اصلاحات کا اضافہ کر سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "جوامع الکلم" کا عطا ہونا بایں وجہ ہی ہے کہ آپ کو اسلامی تہذیب و تمدن کی بنیادیں استوار کرنا تھیں اور اس کے لئے ہر گوشہ حیات کو اجاگر کرنا اور اپنے اقوال زریں اور بیان شیریں سے عالمگیر انقلاب کا باب کھولنا ازبس ضروری تھا۔ چنانچہ مجموعہ احادیث مقدسہ وہ عظیم الشان ادبی، علمی اور فنی شاہکار ہے کہ جس پر تاریخ ادب بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔

ہر زمانہ میں ندرت پسند اور جدت آفرین طبائع اپنے نتائج فکر کے اظہار کے لئے کوئی نہ کوئی اسلوب بیان تلاش کر لیتی ہیں اور مروجہ الفاظ ہی کو نئے معنوں سے آراستہ کر کے اپنے بیان کی زینت بناتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ مروجہ الفاظ کے نئے معانی عام لوگوں کی سمجھ میں ذرا مشکل سے آتے ہیں کیونکہ کسی ادیب کے کلام کو پڑھنے یا سننے والے کم وبیش وہی لوگ ہوتے ہیں جو ان الفاظ کے پرانے معنوں سے آشنا ہوں۔ چنانچہ ایک صدی پیشتر ادب نے ایک نیا جامہ اوڑھ لیا جس کی تزئین دکن اور دہلی کے نامور ادباء نے کی۔ زبان اردو کو شاہی سرپرستی حاصل رہی اور دکن شعرو ادب کا گہوارہ بنا رہا بلکہ یہاں تک کہ میر عثمان کو ادب کی قدردانی کی وجہ سے سلطان العلوم اور سلطان الشعراء کا خطاب دیا گیا۔ یہی وہ ایام ہیں جس میں اردو ادب اپنے جوبن پر تھا۔ اور یہی وہ ایام ہیں جس میں اردو زبان پر احسان کرنے والا عظیم الشان وجود پیدا ہوا جس کو مقتضائے حال کے مطابق "سلطان القلم" کا خطاب دیا گیا۔ چنانچہ اس نے بآواز بلند یہ دعویٰ فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم رکھا اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا"۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۲، ۱۷ جون ۱۹۰۱ء صـ ۲)

وہ وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں جنہوں نے اردو ادب کو وہ مقام بخشا جس کو سلاطین دکن باوجود سطوت و شوکت کے قائم نہ کر سکے۔

اردو ادب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ممنون احسان ہے کہ آپ نے اسے بیش بہا خزانے اور گنجینے عطا کئے اور تاریخ ادب میں بے نظیر علمی وادبی ابواب کا اضافہ کیا۔ جدید طرز تحریر اور اعلیٰ اسلوب بیان بخشا۔ تصنع اور تکلف سے آزاد کر کے اس کو فطری اور طبعی رنگ عنایت کیا۔ حسین استعارات اور تلمیحات کو جنم دیا اور کیوں نہ ہوتا خود خدا تعالیٰ نے اردو کو بپایہ قبولیت جگہ دی اور مامور زمان پر اردو الہامات نازل فرمائے اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے اردو زبان کو عروج حاصل ہوگا۔ ریختہ مقدس زبان سمجھی جائے گی اور لوگ اردو کے اس مقدس و پر معارف ذخیرے کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نگارشات کے متعلق مندرجہ ذیل امور ملحوظ رکھنے چاہئیں:

(۱) آپ کی تحریرات مذہبی رنگ رکھتی ہیں اور ان میں متانت اور سنجیدگی پائی جاتی ہے۔

(۲) فصیح وبلیغ کتب کا مقتضائے حال کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ "کلموا الناس علی قدر عقولہم" کہ لوگوں سے ان کے عقل و فہم کو ملحوظ رکھتے ہوئے کلام کرنا چاہئے۔

ان امور کے پیش نظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں مختلف نوعیت کی حامل ہیں۔ جن کتابوں کے مخاطب علماء و ادباء ہیں ان میں قدرے مشکل اصطلاحات اور بلند پایہ محاورات کی فراوانی ہے۔ مثلاً براہین احمدیہ، آئینہ کمالات اسلام۔ اور جن کتابوں سے عوام کو واقفیت دلانا مقصود ہے وہ آسان، واضح اور سلیس طرز پر رقم ہیں مثلاً کشتی نوح، ازالہ اوہام۔

جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ آپ کے زمانہ میں اردو زبان بہت سی ارتقائی منازل طے کر چکی تھی اور دکن و دہلی شعروادب کا گہوارہ تھا۔ ایسے وقت میں آپ نے تیغ قلم کو آبدار کیا اور ایسی چمک پیدا کی کہ ادب کی مذکورہ بالا دونوں آنکھیں چندھیا گئیں۔ چنانچہ آپ نے براہین احمدیہ میں ایک گونہ مشکل عبارت آرائی فرما کر اسے عدیم المثال ادبی پارہ بنا دیا جس میں جدید طرز تحریر اور اچھوتے اسلوب بیان کی بنیاد ڈالی۔ نمونہ کے لئے چند سطور ملاحظہ ہوں۔

" دلیل بسیط وہ دلیل ہے جو اثبات حقیقت قرآن شریف اور صدق رسالت آنحضرتؐ کے لئے کسی اور امر کے الحاق اور انضمام کی محتاج نہیں۔ اور دلیل مرکب وہ دلیل ہے جس کے تحقق دلالت کے لئے ایک ایسے کل مجموعی کی ضرورت ہے کہ اگر من حیث الاجتماع اس پر نظر ڈالی جائے یعنی نظر یکجائی سے اس کے تمام افراد کو دیکھا جائے تو کل مجموعی ایک ایسی عالی حالت میں ہو جو تحقق اس حالت کا تحقق حقیقت فرقان مجید اور صدق رسالت آنحضرتؐ کو مستلزم ہو اور جب اجزاء اس کے الگ الگ دیکھے جائیں تو یہ مرتبہ برہانیت کا جیسا کہ ان کو چاہئے حاصل نہ ہو۔ اور وجہ اس تفاوت کی ہے جو کل مجموعی اور کل واحد ہمیشہ متخالف فی الاحکام ہوتے ہیں"۔

(براہین احمدیہ اشتہار صـ ۳۲)

یہ عبارت واقعی بہت مشکل ہے اور ایک عام قاری اسے بآسانی سمجھ نہیں سکتا لیکن یہ امر ملحوظ رکھنا چاہئے کہ اس عبارت کے مخاطب دیگر ادیان کے علماء و فضلاء ہیں جنہیں اس اشتہار کے ذریعہ براہین احمدیہ کا جواب لکھنے کا چیلنج دیا گیا ہے اور دس ہزار روپیہ انعام بھی مقرر کیا گیا ہے۔ اس وقت کے علماء اس قسم کی عبارت پسند کرتے تھے۔ ان کی تحریرات کا اسلوب یہی تھا۔ اور جو کوئی ایسی عبارت نہ لکھ سکتا اسے وہ علماء عاجز قرار دیتے تھے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس قسم کے اسلوب کو اختیار کیا۔ اور یہ اسلوب مقتضائے حال کے مطابق تھا۔ چونکہ آپ نے جہاں علماء وفضلاء کو پیغام حق سنانا تھا وہاں عام فہم اور سادہ لوح لوگوں تک بھی تعلیم پہنچانی تھی اس لئے آپ نے اکثر سادہ طرز تحریر کو اپنایا ہے۔ لیکن آپ کی تحریر میں سادگی کے باوجود جاذبیت اس قدر ہے کہ اس چشمہ کی طرف ہر تشنہ لب دوڑا چلا آتا ہے۔ آپ نے اپنی تحریر کو معارف ربانی اور حقائق رحمانی سے مزین کیا ہے۔ چنانچہ سادہ طرز تحریر کا نمونہ دیکھئے:۔

" سو واضح ہو کہ اگر کوئی کلام ان تمام چیزوں میں سے جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے صادر اور اس کے دست قدرت کی صنعت ہیں کسی چیز سے مشابہت کلی رکھتا ہو یعنی اس میں عجائبات ظاہری وباطنی ایسے طور پر جمع ہوں کہ جو مصنوعات الٰہیہ میں سے کسی شئی میں جمع ہیں تو اس صورت میں کہا جائے گا کہ وہ کلام ایسے مرتبہ پر واقع ہے کہ جس کی مثل بنانے سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں"۔

(براہین احمدیہ صـ ۳۳۱ حاشیہ)

"اور میں اس وقت بھی اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں۔ مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجا لاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے؟ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے جو خدا میں ہے۔ اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم کیا جائے"۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صـ ۱۴، ۱۵)

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تخلیقات کا دیگر ہمعصر مذہبی ادیبوں کی تحریرات سے موازنہ کیا جائے تو بھی آپ کی بلند پایہ شان ممتاز ہو جاتی ہے اور اگر مذہبی ادیبوں سے موازنہ کیا جائے تو صاحب ذوق دنگ رہ جاتا ہے۔ نمونہ کے طور پر مفتی صدرالدین آزردہ کے ایک خط میں سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:۔

" شکر ہے اس پروردگار عالم کا جس نے مجھ کو اسی دلدل سے کہ ہمہ تن اس میں غرقاب تھا نکالا۔ کیسے علائق میں جکڑ بند تھا کہ نکلنا اس سے سوائے ایسی صورت کے جو پیش آئی ناممکن تھا"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ادب کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے ہی قرآن مجید کے سلیس ترجمہ کی بنیاد ڈالی۔ سب سے پہلے قرآن کریم کا ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب نے کیا اور وہ تحت اللفظ تھا۔ ایک آیت کا ترجمہ انہوں نے یوں کیا ہے:۔

" اے جماعت جنوں کی اور آدمیوں کی کیا نہ آئے تھے تمہارے پاس پیغمبر تمہیں میں سے۔ بیان کرتے تھے اوپر تمہارے نشانیاں میری اور ڈراتے تھے تم کو ملاقات اس دن کی سے"۔

(المصنفین حصہ دوم صـ ۲۴۳)

اس کے بعد شاہ عبدالقادر نے ترجمہ کیا وہ بھی تحت اللفظ تھا۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے قرآن مجید کا بامحاورہ ترجمہ ۱۳۱۹ھ یعنی بیسویں صدی کے ابتداء میں شائع کیا مگر اس سے پہلے ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام براہین احمدیہ میں بامحاورہ ترجمہ کی بنا ڈال چکے تھے۔ مثال کے طور پر آیت " قال الذین لا یرجون لقاء نا ائت بقرآن غیر ھذا او بدلہ ...... الخ۔ کا ترجمہ ملاحظہ ہو:۔

" وہ لوگ جو ہماری ملاقات سے ناامید ہیں یعنی ہماری طرف سے بکلی علاقہ توڑ چکے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کے برخلاف کوئی اور قرآن لا جس کی تعلیم اس کی تعلیم کے مغائر اور منافی ہو یا اس میں تبدیلی کر۔ ان کو جواب دے کہ مجھے یہ قدرت نہیں اور نہ روا ہے کہ میں خدا کے کلام میں اپنی طرف سے کچھ تبدیلی

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS

TJ AUTO SPARES

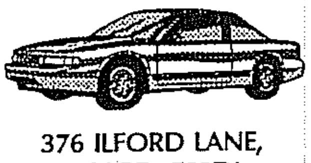

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

کروں۔ میں تو صرف اس وحی کا تابع ہوں جو میرے پر نازل ہوتی ہے"۔

(براہین احمدیہ صـ ۴۲)

بہترین اسلوب بیان کے لئے ڈاکٹر محی الدین قادری نے چار اوصاف پیش کئے ہیں:

۱۔ انشاء پرداز پہلے اپنے آپ میں ویسی کیفیت پیدا کرے جیسی کیفیت وہ قارئین میں پیدا کرنی چاہتا ہے۔

۲۔ عبارت کے ہر جملے کا مطلب واضح ہو۔ اس کے سمجھنے کے لئے شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو۔ اجتماعی طور پر ایک عبارت کا مطلب بھی معین ہو۔

۳۔ اعلیٰ اسلوب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ پڑھنے والے کو ایک خاص اور وجدانی فضا میں منتقل کر دیتا ہے۔ اس فضا میں فطرت اخلاق اور روحانیت کی حقیقتیں جس قدر زیادہ ہونگی اتنا ہی اس اسلوب کا مرتبہ بلند ہوگا۔

۴۔ ترتیب الفاظ بنسبت انتخاب الفاظ کے زیادہ قابل توجہ ہو۔

ان معیاروں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسلوب کا جائزہ لیجئے ۔ آپ کا روح پرور اسلوب نہایت اعلیٰ ہے۔ مثال کے طور پر حضور علیہ السلام کی کتاب "کشتی نوح" کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:-

"اے وے لوگو! جو نیکی اور راستبازی کے لئے بلائے گئے ہو۔ تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اس وقت تم میں پیدا ہوگی اور اس وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے جبکہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں گے۔ شاید تم کہو گے کہ ہمیں یقین حاصل ہے۔ سو یاد رہے کہ یہ تمہیں دھوکہ لگا ہوا ہے۔ یقین تمہیں حاصل نہیں کیونکہ اس کے لوازم حاصل نہیں۔ تم ایسا قدم آگے نہیں اٹھاتے جو اٹھانا چاہئے۔ تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہئے۔ خود سوچ لو کہ جس کو یقین ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے وہ اس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے۔ اور جس کو یقین ہو کہ اس کے کھانے میں زہر ہے وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے۔ اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہو کہ اس فلاں بن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہے اس کا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اس بن کی طرف اٹھ سکتا ہے۔ سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہے۔ گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا۔ اور جبکہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو۔ اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں شیطان ان پر چڑھ نہیں سکتا۔ ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا۔ یقین دکھ اٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اتارتا ہے اور فقیری کا جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر ایک دکھ کو سہل کر دیتا ہے۔ یقین خدا کو دکھاتا ہے ۔ ہر ایک کفارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے۔ وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی ہے اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے"۔

اب ڈاکٹر محی الدین صاحب قادری کی مقرر کردہ کسوٹی پر اس تحریر کو پرکھئے کہ کس قدر میزان میں بھاری نظر آتی ہے بلکہ وہ معیار تحریر کی جاذبیت اور ندرت کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ جہاں تک پہلے اصول کا تعلق ہے حضور علیہ السلام کا وجود مجمع جمیع صفات حسنہ تھا اور یقین و معرفت کے نور سے آپ کا قلب صافی خوب منور تھا۔ اور وہ قلبی کیفیت جو آپ اپنے متبعین میں پیدا کرنی چاہتے تھے آپ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ آپ حق الیقین کے رتبے پر فائز تھے اور عشق الٰہی کی آگ میں فنا ہو گئے تھے۔ فرمایا۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

دوسرا اصل بھی اس عبارت پر پوری طرح صادق آتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے تمثیلات اور استعارات سے مفہوم کو اس طرح واضح فرمایا ہے کہ ہر انسان کا ذہن بلاچون وچرا پیش کردہ دلائل کو قبول کرتا ہے۔ "زہر" اور سانپ کے مضرات کی تمثیل گناہ سے دی گئی ہے کہ جس طرح ان مضرات سے واقفیت حاصل کر کے اس سے خائف ہیں تو گناہ سے کیوں نہیں خائف ہوتے۔ اور پوری عبارت کا مفہوم بھی حضورؑ نے عجیب پیرائے میں متعین فرمایا ہے۔ آخری فقرہ ملاحظہ ہو۔ "وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی ہے اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے"۔

تیسرا اصل بھی اس عبارت میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ اقتباس کو پڑھ کر ایک انسان وجد میں آجاتا ہے اور یوں محسوس کرتا ہے کہ گویا حقیقت میں اگر گناہ کرے گا تو اسے بہت نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اور اگر خدائے عزوجل کے آستانہ پر اپنی جبیں رکھ دے گا اور یقین کی دولت سے مالامال ہو جائے گا تو وصال الٰہی نصیب ہوگا جو کہ فطرت، اخلاق اور روحانیت کا مبداء حقیقی ہے۔

چوتھا اصل یہ ہے کہ ترتیب الفاظ ملحوظ رکھی جائے اور انتخاب الفاظ کو ترجیح نہ دی جائے۔ حضور علیہ السلام کی ساری عبارت سادہ طرز تحریر کا شاہکار ہے جس میں ترتیب الفاظ کو ہی ملحوظ رکھا گیا ہے اور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر تکلیف کے سلاست کو اختیار کیا گیا ہے اور الفاظ برجستہ روانی قلم کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسلوب بیان کی ایک یہ خصوصیت ہے کہ اس میں انتہائی جوش زور اور روانی پائی جاتی ہے۔ آپ کی تخلیقات ولولہ انگیز اور شان و شوکت کی حامل ہوتی ہیں۔ "تحفہ گولڑویہ" سے چند سطور پیش کی جاتی ہیں:-

"اے لوگو! تم یقیناً سمجھو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں۔ یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا۔ اور نہیں رکے گا جب تک اپنے کام کو پورا نہ کرے اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہونگے۔ اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کافروں کے منہ اور ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افتراء کے ساتھ ہو"۔

(تحفہ گولڑویہ صـ ۱۳)

(باقی آئندہ۔ انشاء اللہ)

حاصل مطالعہ

(پروفیسر نصراللہ راجہ)

["حاصل مطالعہ" کے عنوان کے ماتحت مکرم پروفیسر راجہ نصراللہ خان صاحب پاکستان کے مختلف اخبارات و جرائد سے بعض اقتباسات بلاتبصرہ قارئین الفضل انٹرنیشنل کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ امید ہے قارئین کو یہ سلسلہ پسند آئے گا۔ (ادارہ)]۔

تب اور اب کی صورت حال

اسلامی رواداری اور باہمی اخوت کی زندگی بخش تعلیم کو سراسر فراموش کر کے ہمارے ہاں کے مذہبی لیڈروں اور ان کے متشدد گروہوں نے وطن عزیز پاکستان کو کس صورت حال سے دوچار کر دیا ہے اس کی کچھ تفصیل وطن کے اہل علم و قلم کی زبانی سنئیے:-

گھر کے چراغ ہی گھر کو جلا رہے ہیں

پروفیسر ڈاکٹر محمد عالمگیر خان اپنے مضمون "یاالٰہی یہ ماجرا کیا ہے" میں رقمطراز ہیں:-

"خداوند ذوالجلال اور اس کے رسول مقبول حضرت محمدؐ نے مذہبی تفرقہ بازی کو صریحاً حرام قرار دیا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود پاکستان کا ہر گلی کوچہ فساد کی زد میں ہے۔ صوبائی، علاقائی، لسانی و فرقہ وارانہ منافرت نے جسد پاکستان پر اتنے گھاؤ لگا رکھے ہیں کہ پہچانا نہیں جاتا۔ مدینہ منورہ میں تو مہاجر و انصار چند ہفتوں میں ہی شیروشکر ہو گئے تھے لیکن پاکستان کے گھر، محلے، شہر اور عبادت گاہیں مقتل بنے ہوئے ہیں۔ بنظر غائر دیکھا جائے تو گھر کے چراغ ہی گھر کو جلائے جا رہے ہیں اور اولوالامر محو تماشا ہیں بلکہ ان کی اپنی ذاتی جنگیں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ اسمبلیاں مچھلی منڈیاں بن گئی ہیں جن کے تعفن سے ہر دل متلا رہا ہے"۔

(نوائے وقت ۲۵ جنوری ۱۹۹۵ء)

تحریک پاکستان کے وقت ماحول آج کے ماحول سے مختلف تھا

پاکستان کے ایک سابق وفاقی وزیر راجہ ظفرالحق جو آنجہانی ضیاء الحق کے دور میں جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت ظالمانہ و معاندانہ کاروائیوں میں پیش پیش تھے، اپنے مضمون "فرقہ واریت ایک قومی مسئلہ ہے" میں بیان کرتے ہیں:-

"پاکستان جب بنا تھا، اس کی تحریک چلائی گئی تھی تو وہاں ماحول آج کے ماحول سے بالکل مختلف تھا۔ اس میں کوئی تصور پیش نہیں ہوا کہ یہ شیعہ ہے، یہ سنی ہے، یہ وہابی ہے، یہ بریلوی ہے۔ ہر ایک شخص جو مسلمان تھا اس نے اپنے آپ کو اسلامی تشخص کے ذریعے ایک قومیت کے ساتھ منسلک کیا....... سب سے زیادہ جس چیز کا جناب قائداعظمؒ نے پرچار کیا وہ یہی تھا کہ فرقہ واریت کی طرف وہ نہیں گئے۔ ان سے سوال بھی کیا گیا کہ آپ شیعہ ہیں یا سنی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں وہی ہوں جو میرے رہنما رسول اکرمؐ تھے"۔

(نوائے وقت ۲۸ اگست ۱۹۹۴ء)

بکل دے وچ چور

پاکستان کے مذہبی مضمون نگار ڈاکٹر محمد امین اپنے مضمون "میری بکل دے وچ چور" میں رقم طراز ہیں:-

"ہم نے اہل جبہ و دستار کو قریب سے دیکھا ہے اور بدقسمتی سے ان کی اکثریت کو اخلاق و کردار کے لحاظ سے عامۃ الناس سے بھی کمزور پایا ہے۔ ہمیں کوئی بتائے کہ دین سیاست کے ان علمبرداروں کے اتحاد میں کیا رکاوٹ ہے؟ ہر جماعت کے اندر چھوٹی چھوٹی جماعتیں اور گروہ کیوں بنے ہوئے ہیں؟ اور یہ دینی راہنما ایک دوسرے کے حریف کیوں ہیں۔ فقط یہ بات کہ ان کی بکلوں میں چور ہیں"۔ (نوائے وقت ۸ جولائی ۱۹۹۴ء)

تحفظ ناموس کا نیا طریقہ

پاکستان کی معروف دینی شخصیت صاحبزادہ خورشید گیلانی اپنے مضمون "فرقہ واریت کی اکاس بیل" میں تحریر کرتے ہیں:-

"تکلف برطرف اس وقت وطن عزیز فرقہ واریت کے باعث ایک ایسا آتش فشاں بنا ہوا ہے جس سے برابر نفرت کا لاوا ابل رہا ہے .... حیرت یہ ہے کہ لاوا خدا اور رسولؐ کے نام پر ابل رہا ہے۔ لہریں صحابہ واہل بیت کے لئے بے کنار ہو رہی ہیں۔ شعلے دین و مذہب کے حوالے سے بھڑک رہے ہیں۔ انگارے عقیدہ وایمان کے دامن میں سلگ رہے ہیں اور بگولے مذہبی رہنما اٹھا رہے ہیں۔ خدا اور رسولؐ کے نام کا یہ مصرف پہلی بار سامنے آیا ہے۔ صحابہؓ واہل بیتؓ کی ناموس کے تحفظ کا یہ طریقہ غالباً نیا ایجاد ہوا ہے۔ دین ومذہب کا یہ حوالہ پہلی بار کسی کتاب میں دریافت ہوا ہے، عقیدہ وایمان کے اظہار کا یہ ڈھنگ اسلاف کے نہیں پیروکاروں کے ہاتھ لگا ہے اور مذہبی دنیا میں الجھنے کو علم اور الجھانے کو فن سمجھ لیا گیا ہے ...... ان کی قیادت، قیامت ڈھا رہی ہے۔ ان کے نعرے دن کو تارے دکھا رہے ہیں۔ ان کی سوچ، بہت پوچ ہوتی جا رہی ہے۔ ناک اونچی رکھنے کے چکر میں امت کی ناک کٹ رہی ہے"۔

(نوائے وقت ۷ اگست ۱۹۹۴ء)

SUPPLIERS OF FROZEN AND
FRIED MEAT - VEGETABLE
& CHICKEN SAMOSAS
LAMB BURGERS
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD,
LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882
PARTIES CATERED FOR

خطبہ جمعہ

اللہ دراصل تمام صفات حسنہ یا تمام اسماء کا منبع بھی ہے اور مرجع بھی ہے۔ اللہ کے لفظ سے صفات پھوٹتی ہیں اور اللہ ہی کی طرف واپس لوٹتی ہیں۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۱۷ مارچ ۱۹۹۵ء مطابق ۱۷ امان ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن۔ (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۲﴾

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۳﴾

(سورۃ الشوریٰ: ۱۲، ۱۳)

وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمہارے اپنے نفوس میں سے تمہارے لئے جوڑے بنائے اور جانوروں میں سے بھی یعنی انعام میں سے، مویشیوں میں سے بھی جوڑے بنائے۔ تمہیں وہ زمین سے اگاتا ہے یعنی لفظی ترجمہ ہے بیج ڈال کر جس کو اگایا جاتا ہے اس کے لئے لفظ "ذرا" استعمال ہوتا ہے تو وہ زمین میں تمہیں اگاتا ہے یعنی پرورش فرماتا ہے "لیس کمثلہ شیء" اس جیسا اور کوئی نہیں ہے۔ ان تمام صفات میں کچھ ملتی جلتی باتیں تمہیں دکھائی دیں گی مگر درحقیقت مخلوق کی صفات سے خدا کی صفات کاملہ تک پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ اس کے مقاصد کا کچھ شعور حاصل ہو جاتا ہے۔ جتنا وہ چاہے، مگر ذات کا فہم ناممکن ہے۔ کیونکہ "لیس کمثلہ شئی" اس جیسا کوئی اور نہیں "وھو السمیع البصیر" اور سنتا بھی ہے اور دیکھتا بھی ہے اور بہت سننے والا اور بہت دیکھنے والا ہے۔

اس سے پہلے یہ بیان فرما کر یہ بھی ظاہر فرما دیا کہ تمہاری سماعت کی طاقتیں اور طرح کی ہیں اللہ تعالیٰ کی سماعت کی طاقتیں اور طرح کی ہیں۔ یہ جو تم دیکھنا کہتے ہو وہ اور چیز ہے۔ جسے خدا دیکھنا کہتا ہے وہ اور مضمون ہے کیونکہ اس جیسا کوئی نہیں۔ "لہ مقالید السموات والارض" آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہیں۔ یعنی کوئی مسئلہ بھی حل نہیں ہو سکتا، کوئی عقدہ کھل نہیں سکتا جب تک کہ خدا کوئی کنجی نہ تھمائے۔ اس کے بغیر خدا کا تصور کامل ہونا تو بہت دور کی بات یعنی ناممکن ہے، اس کی مخلوق کا تصور بھی درست نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اپنی طرف ان کو سمجھنے اور حل کرنے کی کنجیاں عطا نہ کرے۔

"یبسط الرزق لمن یشاء" جس کے لئے چاہتا ہے اپنا رزق بسیط فرما دیتا ہے اس کو پھیلا دیتا ہے، کھول دیتا ہے۔ "ویقدر" اور تنگ بھی کرتا ہے اور اندازے بھی مقرر فرماتا ہے۔ بے حساب بھی دیتا ہے اور ناپ تول کر بھی دیتا ہے۔ "انہ بکل شیء علیم" یقیناً وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

عید سے پہلے خطبے میں اور عید کے خطبے میں یہ مضمون شروع ہو چکا تھا اگرچہ پہلے خطبے میں لیلۃ القدر کی بات تھی مگر درحقیقت اس مضمون کا آغاز وہاں سے شروع ہو چکا ہے اور عید کے خطبے میں میں نے کھول کر بیان کیا تھا نسبتاً اور پھر گزشتہ خطبے میں اسی مضمون کو سمجھانے کے لئے فلسفی جس راستے سے خدا تک پہنچنے یا خدا کے نہ ہونے کا نتیجہ پیدا کرنے کے لئے کوششیں کرتے رہے ہیں ان سے متعلق میں نے مختصراً ذکر کیا تھا۔ اس وقت مجھے خود محسوس ہو رہا تھا کہ وہ جو سامنے بیٹھے ہیں ان میں سے کم ہی ہیں جو اس مضمون میں میرا ساتھ دے رہے ہیں اور جو دور بیٹھے ہوئے مختلف علوم کے درجوں پر ہیں ان کے متعلق مجھے کافی رحم آ رہا تھا کہ یہ بے چارے کس مصیبت میں پھنس گئے۔ لیکن میری بھی ایک مجبوری تھی اور ہے۔ یہ مضمون ایسا ہے کہ اس راستے سے گزرے بغیر ان آیات کی تشریح نہیں ہو سکتی تھی جو میں نے آغاز میں تلاوت کی تھیں۔

"لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار" میں نے بتایا تھا کہ انسانی آنکھیں کیسی ہی روشن کیوں نہ ہوں، انسانی نظر کیسی ہی تیز کیوں نہ ہو، خود اپنی کوشش سے خدا کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ اور اس ضمن میں انسانی کوششوں کی کچھ مثالیں دینا لازم تھا اور ان میں سے بھی میں نے وہ مثالیں چنیں جو دنیا کے چوٹی کے فلسفی، جن کے ناموں کا تمام دنیا میں شہرہ ہے اور کوئی دنیا کا حصہ نہیں جہاں ان کا نام نہ پہنچا ہو اور زمانے گزر گئے مگر ان کی عقل و دانش اور منطقی جو صلاحیتیں تھیں ان کو کسی نے ناقص نہیں دیکھا، ناقص نہیں پایا، بلکہ آج بھی آجکل کے فلسفے بھی ان کی اتباع کرتے ہیں اور بہت سے موجودہ دور کے فلسفے انہیں کے فلسفوں کی بنیاد پر قائم ہوئے ہیں۔ اشتراکیت کا فلسفہ بھی ارسطو کے مضامین میں ملتا ہے بڑی وضاحت کے ساتھ اور افلاطون اور ارسطو دونوں ہی دراصل ایک ہی سلسلے کی دو کڑیاں ہیں۔ افلاطون جن باتوں کا آغاز کرتا ہے ارسطو ان کو آگے بڑھا دیتا ہے۔ اور پھر زیادہ گہری چمک پیدا کرتا ہے۔ زیادہ واضح استدلال کے ساتھ ان کے اندر فرق پیدا کرتا ہے۔ یہ باتیں ان کی طرف منسوب کر کے خدا کے تعلق میں مجھے لازماً کہنا تھیں ورنہ آپ کو نہ سمجھ آتی کہ "لاتدرکہ الابصار" کا مطلب کیا ہے۔ پس اتنی بات تو آپ کو سمجھ آ گئی اور یہی کافی ہے۔ ارسطو اور افلاطون اور اس جیسوں کے فلسفے سمجھ آئیں یا نہ آئیں آپ نے کچھ نہیں کھویا، اگر یہ بات جان جائیں کہ جو کچھ انہوں نے پانے کی کوشش کی، اپنی ذات کی کوشش سے وہ ایسی نہیں کہ اسے نہ سمجھ کر آپ نے کچھ کھو دیا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کوئی بھی غور ممکن نہیں جب تک خدا اس کی خود مدد نہ فرمائے اور اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی ذات کی فہم انسان کو عطا ہو سکتی ہے جس حد تک اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور اجازت دے اس سے زیادہ ممکن نہیں ہے۔

پس اب جب آپ سوچیں کہ اس خطبے میں میں کیا باتیں کہہ رہا تھا، جس خدا کے تصور تک ارسطو پہنچا ہے بالآخر وہ ایک فلسفہ ہی ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ ایک منطقی تصور ہے جس کے ساتھ کوئی ذاتی تعلق قائم نہیں ہوتا، کوئی تخلیقی تعلق قائم نہیں ہوتا، کوئی شکر کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا، انسان اس کے سامنے جھکتا نہیں ہے۔ اور وہ تصور وہیں ٹھہر جاتا ہے آگے مسائل کو حل نہیں کرتا۔ گویا ایک مسئلہ ہے جسے حل کیا گیا ہے۔ مگر قرآن جس خدا کا ذکر کرتا ہے وہ تمام مسائل کا حل کرنے والا ہے۔ وہ ایسی خوبیوں کا مالک ہے کہ اس سے بے اختیار محبت ہونا ایک طبعی امر ہے اور تمام فیض اسی کا جاری ہے اور اس سے تعلق کے نتیجے میں اس فیض کو بڑھایا جا سکتا ہے۔

پس وہ خدا جس کو قرآن نے ظاہر کیا ہے یعنی اللہ نے اپنے وجود کا قرآن میں تعارف فرمایا وہ اور چیز ہے اور فلسفیوں کا حاصل کردہ خدا ایک اور چیز ہے۔ زیادہ سے زیادہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو لوگ خدا تک پہنچے کسی حد تک بھی گرتے پڑتے لیکن ایک کوشش تھی ویسی ہی بات ہے جیسے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا وہ خوش قسمت ہے جو گر پڑ کے اس مجلس میں جا پہنچے۔ کبھی پاؤں پہ سر رکھا کبھی دامن سے جا لپٹے۔ پہنچے تو ہیں مگر یہ توفیق نہیں ملی کہ کبھی پاؤں پہ سر رکھے، کبھی دامن سے جا لپٹے۔ یہ اہل اللہ ہی کو توفیق ملتی ہے۔ ان کو ملتی ہے جو قرآن سے خدا کا تصور حاصل کرتے ہیں اور قرآن کے ساتھ اس تصور میں آگے فلسفے اور منطق کی باریکیاں آئیں نہ آئیں مقصد حاصل ہو گیا۔

اب جب میں خدا کا تعارف کرواؤں گا جو اللہ نے خود قرآن میں فرمایا ہے، جس کا ذکر احادیث میں ملتا ہے، جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خداداد گہرے عرفان سے لے کر ہمارے لئے نسبتاً آسان زبان میں بیان فرمایا۔ نسبتاً آسان زبان اس لئے کہ وہ زبان بھی بہتوں کے لئے مشکل ہے لیکن براہ راست اگر سمجھیں تو بہت مشکل معاملات تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان میں وہ نسبتاً آسان ہو گئے، اتنے آسان ہو گئے کہ غور کریں اور بار بار مطالعہ کریں تو وہ سمجھ آ سکتے ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات کو بار بار پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ایک تو یہ تھا میرا تاثر اور اس کی میں نے وجہ بتائی ہے کہ وہ مجبوری تھی اس کے بغیر چارہ نہیں تھا اور ایک فائدہ تو بہرحال حاصل ہوا ہے۔ میں نے یہاں جب پتہ کروایا کہ لوگوں سے پوچھو تو سہی کہ کیا حال ہوا تو عورتوں کی طرف سے تو یہی رپورٹ ملی کہ انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے یہ کہا کہ جی بس اوپر سے گزرا ہے اور مردوں کی طرف سے مختلف آراء تھیں۔ ایک نے کہا کہ ہم خوب سمجھ گئے تو بعض نے کہا کہ کچھ سمجھ آئی بڑا زور لگانا پڑا۔ بعض نے کہا کہ بس تبرکاً بیٹھے رہے ہیں بس اس سے زیادہ کچھ حاصل نہیں ہوا۔ مگر باہر سے جو خطوط آئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ دور بیٹھے کوئی افریقہ کے ملک میں، کوئی جاپان میں، کوئی کسی اور جگہ ان مضامین کو بڑے غور سے سن کر سمجھ بھی چکا ہے بہت حد تک۔ اور ان کے تبصروں سے پتہ چلتا ہے کہ مسلسل وہ مضمون میں ساتھ دیتے رہے اور اس مضمون سے پھر اور باتیں بھی پھوٹیں۔

چنانچہ ایک خاتون کا ایک خط آیا ہے جس میں اس نے کہا کہ آپ جو بات بیان کر رہے ہیں کیا یہ جائز

ہو گا میرے لئے کہ اس کے طبعی نتیجے کے طور پر یہ بھی نتیجہ نکالوں۔ بہت باریک نتیجہ تھا اور بعینہ وہی نتیجہ آخر میں نے آپ کے سامنے پیش کرنا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو اللہ تعالیٰ نے ایسی جلا عطا کی ہے وہ سمجھ گئیں اور وہ نتیجہ نکالا۔ کچھ اس میں کمزوری تھی وہ بہر حال درست کر دی جائے گی مگر یہ پہنچ بھی بڑی چیز ہے۔ ایک ہمارے فلسطین کے مبلغ ہیں انہوں نے ایسی چیز کی طرف توجہ دلائی جو میں نے بیان کرنی ہی تھی اور جب میں وہ پیش کر رہا تھا تو اسی وقت مجھے احساس تھا کہ یہ سوال پیدا ہو گا اور ہونا چاہئے اور اس کا حل پیش کرنا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ یہ سنتے ہوئے بہت سے مسائل حل ہوئے لیکن ایک سوال اٹھ کھڑا ہوا ہے اس کا بھی جواب دیں تو میں وہیں سے آج بات شروع کرتا ہوں۔

انہوں نے لکھا ہے کہ آپ نے جو "مالک یوم الدین" بھی فرمایا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ صفات باری تعالیٰ میں زمانہ نہیں پایا جاتا تو مالک کی صفت تو زمانے کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔ یعنی قیامت کے دن وہ مالک ہو گا گویا اب مالک نہیں ہے۔ تو اس سوال میں کچھ سچائی اس حد تک تو پائی جاتی ہے کہ زمانے کے ساتھ اس صفت کو باندھا گیا ہے۔ پہلی صفات کو نہیں باندھا گیا۔ اللہ تو اسم ذات ہے۔ اللہ، پھر رب، پھر رحمان و رحیم۔ لیکن کسی کے ساتھ کوئی زمانے کا تعلق قائم نہیں فرمایا۔ جب مالک کہا تو "مالک یوم الدین" کہہ دیا۔ اور یوم الدین کی تعریف کیا ہے۔ دیکھیں اس میں کس حد تک زمانہ پایا جاتا ہے اور وہ پہلے معانی سے معارض ہے جو میں نے تعریف کی تھی کہ زمانہ دراصل اسی حد تک خدا کی ذات میں قابل اعتراض ہے جس حد تک اس کی ذات میں تبدیلی پیدا کرنے کا تقاضا کرے۔ اور یہی حقیقی تعریف ہے زمانے کی جو خالق کو مخلوق سے الگ کرتی ہے۔

قرآن جس خدا کا ذکر کرتا ہے وہ تمام مسائل کا حل کرنے والا ہے۔ وہ ایسی خوبیوں کا مالک ہے کہ اس سے بے اختیار محبت ہونا ایک طبعی امر ہے اور تمام فیض اسی کا جاری ہے اور اس سے تعلق کے نتیجہ میں اس فیض کو بڑھایا جا سکتا ہے۔

جس ذات میں تبدیلی ہو رہی ہے اس کا آغاز بھی ہے اس کا انجام بھی ہے۔ ناممکن ہے کہ اس کا کوئی کنارہ نہ ہو۔ جس ذات میں تبدیلی نہیں ہو رہی وہ ذات ہمیشہ کے لئے قائم ہے اس کا کوئی کنارہ پکڑا جا ہی نہیں سکتا، عقل کے منافی بات ہے۔ لیکن اس کے سوا زمانے کے جتنے مطالب ہیں اور اچھے ہیں ان کا خدا سے تعلق ہے۔ ایک تعلق یہ ہے کہ مخلوق کے زمانے کے ساتھ ساتھ اللہ اپنی جلوہ گری فرماتا ہے جو اس کی ذات میں ہمیشہ سے صفات کے طور پر موجود ہے۔ لیکن مخلوق کی طلب، ان کے حالات ان کی قدروں کی مطابق، ان کے ظرف کے مطابق، جب جلوے دکھاتا ہے تو اس کی ذات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ گویا مخلوق کی تبدیلیاں خدا تعالیٰ کے تعلق میں مختلف صورتیں اختیار کرتی رہتی ہیں۔ کوئی تبدیلیاں منفی صورت میں جاری ہیں اور وہ تعلق توڑنے کا موجب بنتی چلی جاتی ہیں۔ کوئی تبدیلیاں مثبت سمت میں جاری ہیں اور وہ تعلق بڑھانے کا مطالبہ کرتی ہیں۔ تو اللہ دونوں سے برابر جلوہ گری میں اس بات کو پیش نظر رکھتا ہے یعنی بیک وقت وہ گرتے ہوئے لوگوں کے ساتھ اپنا تعلق گراتا چلا جاتا ہے۔ یہ بھی اس کا ایک جلوہ ہے۔ اور بیک وقت، اسی وقت میں جو تعلق بڑھانے کا استحقاق رکھتے ہیں ان سے تعلق بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ تو زمانہ ان معنوں میں نہیں پایا جاتا جن معنوں میں مخلوق میں پایا جاتا ہے۔ بیک وقت ایک انسان یہ نہیں ہو سکتا کہ اوپر بھی چڑھ رہا ہو، نیچے بھی گر رہا ہو۔ یہ دو ایسی حالتیں ہیں جو حادث حالتیں کہلاتی ہیں اور ان کا اجتماع انہیں میں ممکن ہے جن میں زمانہ پایا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات جو زمانوں سے پاک ہے ان معنوں میں تو پاک ہے جو میں نے بیان کی ہے۔ مگر زمانے کے بعض معنے مخلوق کے حوالے سے اس میں ملیں گے ۔ آج ایک تعلق ہے کل دوسرا تعلق ہے۔ پرسوں تیسرا تعلق ہے مگر صفات وہی ہیں۔ اور تعلق کے بدلنے کی وجہ مخلوق کی تبدیلی ہے نہ کہ خالق کی تبدیلی۔ تو ایک یہ مضمون ہے جس کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ "مالک یوم الدین" کو زمانے سے کیوں باندھا گیا ہے اور اس کا کیا مطلب ہے۔ اول مطلب تو اس کا وہی ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے اور اسی مطلب میں دوسرے مطلب بھی آجاتے ہیں " وما ادراک مایوم الدین لا تملک نفس لنفس شیئا والامر یومئذ للہ " (الانفطار: ۲۰)۔ وہ وقت یا وہ دور جب کہ " لا تملک نفس لنفس شیئا والامر یومئذ للہ " الامر میں کلہ کا مضمون شامل ہے۔ تمام تر فیصلے کی طاقتیں اور ملک کی طاقتیں خدا کی طرف لوٹ جائیں گی اور کسی اور میں نہیں پائی جائیں گی۔ اس مضمون میں ایک زمانہ بظاہر پایا جاتا ہے۔ مگر اس پر جب آپ مزید گہرا غور کریں گے تو معلوم ہو گا کہ ان معنوں میں زمانہ نہیں جو تبدیلی ذات کا مظہر ہو۔

دراصل اس آیت پر غور سے آپ کو سمجھ آئے گی کہ اللہ ہی کا ایک دوسرا نام ہے۔ اللہ ہی سے تعارف شروع ہوا ہے۔ "الحمدللہ" اور مالک پر یہ تعارف کمال کو پہنچا ہے۔ جس طرح قرآن کریم جیسے آغاز فرماتا ہے اسی مضمون پر انجام فرماتا ہے۔ اسی طرح سورۃ فاتحہ کی یہ پہلی تعارفی آیت جس مضمون سے بات کو شروع کرتی ہے۔ اسی مضمون کو بدرجہ کمال وضاحت کے ساتھ پیش کرنے کے بعد اسی پر اختتام فرماتی ہے۔ اللہ کا کیا مطلب ہے اس مضمون کی طرف میں اس کے بعد آؤں گا پھر بات اور بھی زیادہ کھل جائے گی۔ لیکن یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس مالک یوم الدین کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف آخرت کا دن، مرنے کے بعد ایک ایسا زمانہ آئے گا جب کہ وہ "مالک یوم الدین" ہو گا۔ اس دنیا میں مسلسل یہ "یوم الدین" بعض انسانوں کے لئے اور بعض قوموں کے لئے آتا چلا جاتا ہے۔ اور کبھی بھی زمانہ "یوم الدین" سے خالی نہیں ہے۔ ایک انسان جب موت کے کنارے پر پہنچتا ہے تو اس وقت وہ اس کا "یوم الدین" آجاتا ہے۔ "یوم الدین" کا مطلب ہے۔ وہ ان صفات سے عاری ہو جاتا ہے، ہو رہا ہے جو صفات اس نے اللہ تعالیٰ سے حاصل کی تھیں اور اپنی ذاتی بنا بیٹھا تھا۔ کلیۃً ان صفات کو اس سے جو واپس لینے کا وقت آ رہا ہے یہ اس کا "یوم الدین" ہے۔

اور "الامر یومئذ للہ" یعنی یہ مضمون کہ امر سارا اللہ ہی کے لئے ہے یہ اس وقت بہت کھل کر ہمارے سامنے آتا ہے۔ پھر قوموں کے عروج اور تنزل کی تاریخ کو دیکھیں ان کا یوم الدین ہماری آنکھوں کے سامنے تاریخ میں لکھا ہوا صاف موجود ہے کہ کس قوم کا "یوم الدین" کس وقت آیا اور کس وقت خدا کی پکڑ نے ان کو اپنی تمام طاقتوں سے عاری کر دیا۔ وہ نہتی ہو کر پھر اپنی اس ادنیٰ حالت کی طرف لوٹ گئیں جہاں سے اللہ نے ان کو ترقی دی تھی۔ تو کوئی امر کسی کے لئے ذاتی امر نہیں ہے کوئی ملکیت اس کی ذاتی ملکیت نہیں ہے۔ پھر جب انسان مرتا ہے تو اپنی جائداد کا مالک کیسے رہتا ہے۔ اس کا یوم الدین تو آ گیا۔ اگر ظاہری جائیداد کے معنے لئے جائیں صفات کے علاوہ تو وہ بھی سب کچھ اس کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا تو ہماری ملکیتیں بھی عارضی ہیں، ہماری صفات بھی عارضی ہیں اور "یوم الدین" خدا کا ہر آن ہر لحہ جاری و ساری ہے۔ اور اس کو اگر آنکھیں کھول کر آپ غور سے دیکھیں تو کائنات کے تمام مظاہر میں "یوم الدین" دکھائی دیتا ہے۔ ہر چیز ساتھ ساتھ جزا بھی پا رہی ہے اور سریع الحساب کا یہ مطلب ہے۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "سریع الحساب" اور قیامت کے دن پکڑے جاؤ گے تو سریع الحساب کیسے ہوا۔ سریع الحساب یہ ہے کہ ساتھ ساتھ وہ جزاء کا نظام جاری کرتا چلا جاتا ہے۔ اور وہ جزاء تمہیں دکھائی دے یا نہ دے تمہاری تقدیر میں لکھی جا رہی ہے اور فیصلے ہو رہے ہیں تمہاری روح کی ایک منحوس شکل بھی بن رہی ہے جو جہنم کے لائق ہے ایک حسین اور دلکش شکل بھی بن رہی ہے جو جنت کے لائق ہے اس کی تیاریاں ہیں۔ ایک انسان کائنات میں جو قدرت کے مظاہر کو دیکھے، اس کے عمل کو دیکھے تو سارا "یوم الدین" ہی ہے اس کے سوا ہے ہی کچھ نہیں۔

اس آیت کے تعلق میں جب ہم دوبارہ چلتے ہیں تو اللہ دراصل تمام صفات حسنہ یا تمام اسماء کا منبع بھی ہے اور مرجع بھی ہے۔ اللہ کے لفظ سے صفات پھوٹتی ہیں اور اللہ ہی کی طرف واپس لوٹتی ہیں۔ پس اللہ کے تعلق میں فرمایا وہ رب العالمین ہے۔ اور ہم نے دیکھا کہ وہ رب العالمین تو ہے مگر کچھ لوگ بھی رب بنتے ہیں اور ربوبیت میں کچھ نہ کچھ حصہ پاتے ہیں۔ رحمان ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ مائیں بھی رحمان ہیں اور دوست بھی اور اقارب بھی اور محبت میں مبتلاء لوگ بھی رحمان ہو جاتے ہیں۔ وہ اچھا بدلہ دینے والا اور بار بار بدلہ دینے والا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض مزدوروں سے بھی بہت حسن سلوک کرتے ہیں، بہت احسان کا سلوک کرتے ہیں ان کے حقوق سے بڑھ کر ان کو بدلہ دیتے ہیں تو رحیمیت میں بھی ایک قسم کا حصہ پا گئے۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود ان پر زور نہیں ڈالا۔ مالک پر جو زور ڈالا ہے اس کی دو وجوہات ہیں۔ ان چیزوں میں وہ حصہ تو پاتے ہیں مگر تھوڑے خوش نصیب ہیں جو کچھ حصہ پاتے ہیں اور وہ بھی عارضی اور معمولی سا۔ اس کے باوجود مالک سب بنے بیٹھے ہیں۔ اور ملکیت میں کسی غیر کو برداشت نہیں کرتے اور تمنا بھی یہ ہے کہ ہم ہر چیز کے مالک بن جائیں۔ تو مالک کی صفت ان کی ذات میں اتنا جوش دکھاتی ہے کہ ہر دوسری صفت پر غالب ہے اور جو کچھ ان کا ہے وہ بڑے تکبر اور غرور سے کہتے ہیں یہ ہمارا ہے، یہ ملک ہمارا ہے۔ یہ سب ملکیت کے دعوے ہیں جن پر ساری دنیا میں جنگیں اور لڑائیاں اور ایک دوسرے سے مقابلے جاری ہیں۔ لیکن رحمان کا دعویٰ کوئی انسان شاید ہی کرے کیونکہ اس کے تقاضے بہت ہیں۔ ہر دعوے کے ساتھ ایک فیض کا پھوٹنا لازم ہے۔ مالک کے ساتھ وہ سمجھتے ہیں کوئی فیض کا پھوٹنا یعنی ہماری طرف سے فیض جاری ہونے کا مضمون کوئی تعلق نہیں رکھتا مالک کے ساتھ۔ کیونکہ مالک

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

کا یہ مضمون سمجھ آجاتا ہے کہ جو چاہے کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ٹھیک ہے مالک ہیں ہم جو چاہیں کریں۔ تو جو چاہیں کریں تو وہ چاہتے ہیں کہ کریں اور وہ بن جاتے ہیں اور جو چاہیں کریں کی خواہش ایسی ہے کہ نہ دنیا کا قانون پھر دیکھتے ہیں نہ خدا کا قانون دیکھتے ہیں دنیا میں مالک بنے بیٹھے ہیں۔ اور جتنے فساد ہیں دنیا میں وہ بالآخر ملکیت سے تعلق رکھتے ہیں وہ جھوٹی ملکیتیں یا ان کا تصور یا ان کی خواہشات جو انسانی فطرت میں ہمیں جلوہ گر دکھائی دیتی ہیں جب وہ عمل دکھاتی ہیں تو دنیا میں فساد پھوٹتا ہے اور اس وقت رحمانیت، ربوبیت اور رحیمیت سے ہمیشہ ان کا تعلق کٹتا ہے۔ تو رحمانیت اور رحیمیت اور ربوبیت سے تو انسان خود ہی تعلق توڑے بیٹھا ہے اور روز مرہ آئے دن ہمیں دکھائی دیتا ہے بڑی بڑی قومیں، امیر قومیں جب ان کو ربوبیت کے موقع ملتے ہیں غریب قوموں کی ربوبیت نہیں کرتیں۔ کبھی کرتی ہیں کبھی نہیں کرتیں۔ مگر شیوہ نہیں ہے۔ لیکن ملکیت کا شیوہ ایسا ہے کہ کوئی چھوٹا سا جزیرہ بھی ہاتھ آئے تو مجال ہے جو اسے ہاتھ سے جانے دیں۔ اور اس معاملے میں اپنے ہم عصروں اور اپنے رقیبوں اور اپنے ساتھیوں اور اپنے ہم پلہ لوگوں سے بھی لڑائیاں مول لیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے "مالک یوم الدین" کہہ کے فرمایا ہے کہ دنیا میں تمہیں یہ دھوکے لگے ہوئے ہیں۔ کہتے ہو کہ رب تو وہ ہے مان جائیں گے، رحمان بھی مانیں گے، رحیم بھی مگر مالک ہم ہیں اور ملکیت میں ہمیں پورا اختیار ہے۔

> **وہ جھوٹی ملکیتیں یا ان کا تصور یا ان کی خواہشات جو انسانی فطرت میں ہمیں جلوہ گر دکھائی دیتی ہیں جب بھی وہ عمل دکھاتی ہیں تو دنیا میں فساد پھوٹتا ہے اور اس وقت رحمانیت، ربوبیت اور رحیمیت سے ہمیشہ انکا تعلق کٹتا ہے۔**

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "مالک یوم الدین" تم غور کر کے دیکھو تو دراصل جب بھی نتائج کا وقت آتا ہے خدا ہی مالک ہوتا ہے، اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور آخرت کے حوالے سے اسی زمانے کے حوالے سے جب مالک فرمایا گیا ہے تو اس کا تعلق ان تمام صفات حسنہ سے بھی ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ وہ وقت ہو گا جب رحمانیت کی صفت بھی کامل طور پر خدا کی طرف لوٹ جائے گی۔ وہ وقت ہو گا جب رحیمیت کی صفت بھی کامل طور پر خدا کی طرف لوٹ جائیں گی۔ ہر دوسرا تمام صفات سے عاری ہو جائے گا۔ وہ جو بعض دائروں میں مالک بنے بیٹھے ہیں وہ کسی دائرے میں بھی مالک نہیں رہیں گے اور یہ مضمون ہے آخری موت کا مضمون جو حقیقی معنے رکھتا ہے۔

سائنس دانوں کو سمجھانے کی خاطر میں بلیک ہول (Black Hole) کی مثال ان کے سامنے رکھ سکتا ہوں۔ جو Physicist بلیک ہول کا تصور پیش کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں، وہ یہ خوب جانتے ہیں کہ دراصل بلیک ہول نام ہے صفات سے عاری ہونے کا اور موت کی حقیقی تعریف ہی یہی ہے کہ صفات سے عاری ہو جاؤ۔ اگر صفات سے عاری ہو جائے چیز تو وہ عدم ہے۔ پھر وہ وقت جب کہ خدا کے سوا سب کچھ عدم ہو جائے کسی کی کوئی ذاتی صفت باقی نہیں رہے گی۔ اور اس وقت اگر کسی بندے پر رحم کرتے ہوئے خاص محبت کے نتیجے میں وہ استثنائی سلوک فرمائے گا تو اس حد تک وہ خدا کی صفات کا جلوہ گر رہے گا جس حد تک اللہ نے اس کو امتیاز بخشا ہے، اس سے زیادہ کسی کی کوئی ذاتی صفت باقی نہیں رہے گی۔ یعنی خدا کی دی ہوئی صفت بھی واپس اللہ کی طرف لوٹ جائے گی۔

تو مالک دراصل اللہ ہی کا دوسرا نام ہے ان معنوں میں کہ اللہ سے تعارف کا آغاز فرمایا اور اللہ کا دراصل مطلب ہے "الالٰہ" کامل معبود، ایک ہی معبود جس کے سوا اور کچھ نہیں۔ یہی ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ یہ جو بحث ہے اس میں کچھ میں مزید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے اور بعض دوسروں کے حوالے سے آپ کو سمجھاؤں گا۔ سردست یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ میں مالکیت کا تصور بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ پس اللہ سے ذکر شروع کر کے جب "رب" فرمایا تو اس میں بہت سے لوگ رب بنتے ہوئے دکھائی دیئے جو واقعتاً ربوبیت کرتے ہیں۔ بعض امیر قومیں غریب قوموں کی ربوبیت کرتی ہیں۔ مائیں اپنے بچوں کی ربوبیت کرتی ہیں۔ باپ اپنی بیویوں اور بچوں کی ربوبیت کرتے ہیں۔ دوست عزیز اپنے اقارب کی ربوبیت کرتے ہیں۔ ربوبیت کا نظام تو ساری کائنات میں جاری ہے۔ ایک زمیندار ربوبیت کر رہا ہے جب آپ کے لئے وہ فصلیں اگاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ وہ ہے جو رب العالمین ہے وہ سب جہانوں کا رب ہے در حقیقت وہی رب ہے اور تمہیں وہم ہے کہ تم بھی ربوبیت کی کچھ مثالیں اپنے اندر رکھتے ہو۔ رحمان بھی وہی ہے اور رحیم بھی وہی ہے۔ یہ تمام باتیں کھل کر روز روشن کی طرح اس وقت تمہیں سمجھ آئیں گی جب یوم الدین آئے گا۔ جب اللہ کے سوا کوئی مالک نہیں رہے گا۔ مالک پہلے بھی نہیں مگر اب میں دوسرے یوم الدین کی بات کر رہا ہوں۔ ایک تو روز مرہ کا یوم الدین ہے وہ اگر تم نہیں دیکھ سکتے، نہیں سمجھ سکتے تو ایک ایسا وقت آنے والا ہے کہ نہ اس کے سوا کوئی رب رہے گا اور ربوبیت کی ادنیٰ سے بھی صفت اس میں موجود نہیں ہوگی۔ یعنی اس کے لئے جو Event Horizon ہے جب کہ تمام صفات سے چیزیں عاری ہو جاتی ہیں۔ تو جیسے مادی دنیا کا ایک بلیک ہول ہوتا ہے اسی طرح روحانی دنیا کا ایک بلیک ہول آنے والا ہے جس میں تمام مخلوقات ایک غشی کی حالت میں ہونگی۔ پھر جب خدا اپنے جلوے دکھائے گا تو جو اسرائیل کا صور پھونکنا ہے، دوسرا صور، اس سے مراد یہ ہے کہ از سر نو صفات تقسیم ہونگی۔ اور از سر نو جو صفات تقسیم ہونگی وہ آنکھیں بند کر کے ہر ایک کو اسی طرح واپس نہیں کر دی جائیں گی جیسے اس نے سنبھالی ہوئی تھیں وہ استحقاق پر ہونگی۔ جس نے حقیقتاً رب سے تعلق رکھا تھا اس وقت اس کو ربوبیت کی صفات عطا کی جائیں گی، وہ کن معنوں میں ہیں اس کی تفصیل ہم نہیں جانتے۔

مگر ایک مثال حضرت ابراہیمؑ کی صورت میں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سمجھائی ہے جس کا مطلب ہے کہ ربوبیت کی کچھ شکلیں وہاں ضرور جاری ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے جو روحانی دنیا کی سیر کی ہے اس میں یہ دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام بہت لمبے قد کے ہیں اور آپ کے سپرد ان سب بچوں کی تربیت ہے جو بلوغت کی عمر سے پہلے جب کہ شریعت ان پر نافذ نہیں ہوئی تھی اس سے پہلے پہلے دنیا سے چلے گئے۔ ان کی تربیت کی کیا ضرورت ہے وہ تو معصوم ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ معصوم نہ صرف سزا کا مستحق نہیں ہوتا مگر جزا کا بھی مستحق نہیں ہوتا۔ وہ معصومیت جو ناطاقتی کے نتیجے میں ہے اس معصومیت کی نہ جزا، نہ سزا۔ تو وہ سزا جزاء کے دور سے گزرنے کے نتیجے میں جو صلاحیتیں چمکتی ہیں اور جن سے قرب الٰہی گہرائی میں اتر کر نصیب ہونا شروع ہوتا ہے، وہ تعلق معصومیت کی حالت میں نہیں ہوتا یعنی وہ معصومیت جو بلوغت سے پہلے کی معصومیت ہے۔ اس کے متعلق فرمایا کہ وہ کمی جو رہ گئی تھی ان کے نشوونما میں، قیامت کے بعد جب فیصلے ہو چکے ہوں گے، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد یعنی ابراہیمی طاقتیں جن سے طیور کی آپ نے پرورش فرمائی تھی وہ طاقتیں ہیں ابراہیم کی جو اس وقت جلوہ گر ہونگی اور ان بچوں کی روحوں کی تربیت کریں گے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ وہاں تربیت کا مضمون ہی کوئی نہیں رہتا تو میں اس کو بتاتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر اور کون سمجھتا ہے۔ باقی کیسے مربی ہونگے ہم نہیں جانتے مگر یہ میں جانتا ہوں کہ ابراہیم مربی ہیں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ضرور مربی ہونگے کیونکہ وہ سب مربیوں سے افضل ہیں سب سے زیادہ ربوبیت کی صفات آپ نے حاصل فرمائی تھیں تو اگر بچوں کی تربیت پر مامور ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس دور میں اپنی امت کی اور بالغ لوگوں کی جو بالغ ہو کر مرے ہیں ان کی کسی نہ کسی رنگ میں تربیت فرما رہے ہوں گے۔ اور یہ بھی جنت کے مشاغل میں سے کچھ مشاغل ہیں۔

> **جہاں جہاں زمانہ کے تصور میں کوئی ناقص معنے ہیں ان سارے تصورات زمانہ سے اللہ مستثنیٰ ہے اور بالا ہے۔**

تو مراد یہ ہے کہ "مالک یوم الدین" کا ایک جلوہ ہے کلیۃً نہتہ کر دینے کا۔ ہر چیز، جس کو انگریزی میں کہتے ہیں As you were اپنے اصل کی طرف لوٹ جائے گی۔ Square One جہاں سے کام شروع ہوا تھا، اللہ سے تعارف شروع ہوا، مالک پہ وہ تعارف دوبارہ اللہ کی ذات میں جا کر ختم ہوا۔ ویسا ہی نظارہ ہو گا تمام کائنات اپنی صفات سے کلیۃً عاری ہو جائے گی۔ یہ وہ موت ہے جو کامل موت ہے۔ اس موت سے پھر دوبارہ نشوونما ہوگی اور صور پھونکنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ بگل بجایا تو مردے جی اٹھیں گے۔ خدا تعالیٰ کی صفات حسنہ کا پھونکنے سے تعلق ہے "فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین" (الحجر: ۳۰)۔ جب میں اپنی روح پھونکوں گا آدم میں تب تم نے اس کو سجدہ کرنا ہے۔ تو وہ بگل کا بجانا اور یہ بگل میں پھونکنا دراصل وہ صفات باری تعالیٰ ہیں جو اس دنیا سے تعلق رکھتی ہیں۔ پس اس پہلو سے فرشتوں کے دو پہلو بنتے ہیں ایک وہ جو اس دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں اور ایک وہ جو آخرت کے لئے مقرر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ویسے فرماتا ہے، چار صفات اپنی بیان فرماتا ہے۔ رب، رحمان، رحیم، مالک۔ اللہ تو ذاتی اسم ہے اور چار صفات سے تعلق رکھنے والے فرشتے اس دنیا میں تمام عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں لیکن قیامت کے بعد جو عرش ہے اس کے متعلق فرمایا "یحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیہ" (الحاقہ: ۱۸)۔ اس دن عرش کو آٹھ نے اٹھایا ہوا ہو گا۔ تو جس طرح ہم سے ایک روح نکلے گی جو اعلیٰ درجے کی روح ہوگی جو اس دنیا سے تعلق رکھنے کے لئے موزوں ہوگی۔ اسی طرح فرشتوں کا ایک اعلیٰ تر جلوہ رونما ہو گا۔ گویا چار کی بجائے آٹھ ہو جائیں گے اور یہ جو دگنا جلوہ یا دوسری نوعیت کا جلوہ ہے یہ صور اسرافیل میں ظاہر فرمایا گیا ہے۔

خدا تعالیٰ کی کچھ صفات ہیں جو ہم میں پھونکی گئیں جن سے ہم نے اس دنیا میں زندگی پائی، اس دنیا میں ہم نے نشوونما حاصل کی، روحانی ترقیات کیں۔ وہ سب صفات واپس لوٹیں گی اور پھر بڑھا کر دی جائیں گی اور ہر ایک کو اس کا حصہ رسدی اس کے عمل کے، اس کے استحقاق کے مطابق خدا تعالیٰ کے جلوے پھر بانٹے جائیں گے، یہ دوسرا صور ہے۔ پہلا صور زندگی بخش، ابتدائی زندگی والا بھی پہلا صور ہے اور موت کے

M.A. AMINI TEXTILES

SPECIALISTS IN: FABRIC PRINTING, PRINTED 90" COTTON & CRIMPLENE, QUILT & BED SETTEE COVERS, PRAYER MATS, BEDDINGS ETC., ETC.

PROVIDENCE MILL, 108 HARRIS STREET, BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832 MOBILE: 0836 799 469

81/83 ROUNDHAY ROAD LEEDS, LS8 5AQ

وقت بھی ایک صور ہے جو واپسی کا حکم دے گا۔ پس اصل اسرافیل وہ ہے جو تمام زندگی آغاز سے پیدا کرنے کے لئے خداتعالیٰ کے جاری کردہ نظام کا منتظم ہے، اللہ کی طرف سے مقرر فرمایا گیا ہے۔ زندگی پیدا کرنے کی ساری طاقتیں اور صلاحیتیں اور سارا نظام اس کے تابع کام کر رہا ہے اور یہ صور بھی روزانہ پھونکا جارہا ہے، ہر لحہ پھونکا جارہا ہے۔ جہاں موت زندگی میں بدلتی ہے وہاں یہ صور پھونکا جاتا ہے اس کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔

پھر وہ صور جس کا ذکر ہے احادیث میں، قرآن کریم میں بھی ذکر موجود ہے، ایسا صور جس کے نتیجے میں سب کلیۃً کالعدم ہو جائیں گے۔ "الا من یشاء" سوائے اس کے جس کو اللہ چاہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو میں نے درس میں چھیڑا تھا، ابھی اور اس پہ تحقیق باقی ہے۔ میرے نزدیک وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں، حضرت موسیٰ نہیں۔ حضرت موسیٰ کو اٹھتے ہوئے دیکھا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے۔ یعنی بہرحال یہ ابھی بحث طلب بات ہے کیوں کہ اس حدیث پر جب تک تحقیق نہ ہو اور تنقیحات نہ قائم ہوں ہم یقینی طور پر ابھی کوئی اعلان نہیں کر سکتے۔ مگر قرآن کے مطالعہ سے اور حضرت محمد رسول اللہؐ کی ذات کے تعارف سے دل یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ "من" میں محمد رسول اللہؐ کے سوا کوئی اور مراد ہو۔ اگر استثناء ہے تو اس کا ہونا چاہئے جس کو اکیلے کو سب کی شفاعتوں کی اجازت ہے تمام انبیاء بھی اس سے شفاعت پائیں گے۔

> **جہاں زمانہ کا کوئی تصور خدا کی ذات میں پایا جانا اس کی تسبیح کرتا ہے اور اس کی حمد بیان کرتا ہے۔ وہ زمانے کا تصور لازماً اللہ تعالیٰ کی ذات میں پایا جاتا ہے۔**

اس ضمن میں ایک یہ بھی بات لوگ کہتے ہیں جی جزوی فضیلت تھی۔ میں اس کا بھی ذکر کر دیتا ہوں۔ ہمارے علماء جو خصوصاً پرانے علماء ہیں ان سے لے کر آج کل کے علماء بھی اپنے دل کو مطمئن کرنے کے لئے کہتے ہیں یہ جزوی فضیلت ہے اور یہ ایک علماء کا موقف ہے اور اس سے انکار نہیں کہ بعض دفعہ نبی پر ایک غیر نبی کو ایک جزوی فضیلت ہوتی ہے۔ لیکن یہ مضمون وہ بھول جاتے ہیں کہ نبی اور غیر نبی کے تعلق میں ہے۔ اگر نبیوں پر تعلق باندھیں گے تو پھر جزوی فضیلت کا مضمون یہ ہو گا کہ انبیاء کی جو اصل شان ہے اس شان میں تو کسی کو محمدؐ رسول اللہ پر فضیلت نہیں ہو سکتی مگر اس کی ثانوی پہلوؤں میں، جو نسبتاً ادنیٰ پہلو ہیں، ان میں ہو سکتا ہے کسی اور رسول کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر وہ جزوی فضیلت ہو۔ مگر قیامت کے دن اس واقعہ کو جزوی فضیلت قرار دینا میری سمجھ سے بالا ہے۔ وہ وقت جب تفریق کا وقت آئے گا، جب کہ اندھیروں اور روشنی کے درمیان فیصلے کئے جائیں گے اور ایسا وقت ہو گا کہ ساری کائنات کی توجہ گویا اس وقت پر مرکوز ہے۔ اس وقت حضرت موسیٰ کو فضیلت دے دی تو جزوی فضیلت کیسے ہو گئی۔ یہ نفس کے بہانے ہیں یا اگر نفس کے بہانے نہیں تو متقی بھی ایسا فیصلہ کر سکتے ہیں مگر ان کو زیادہ غور کا موقع نہیں ملا پھر۔

اس لئے میرا دل تو ایک لحہ کے لئے بھی یہ مان نہیں سکتا خواہ آپ اس کو جزوی فضیلت کہیں یا کچھ اور کہیں کہ قیامت کے دن اس استثناء میں جس میں "من" کا ذکر قرآن کریم فرماتا ہے کہ سب کلیۃً اپنی صفات سے عاری ہو جائیں گے سوائے اس ایک کے یا چند کے جن کو میں چاہوں، اس میں موسیٰ تو ہوں محمدؐ رسول اللہ ہوں۔ لازماً حدیث کے سمجھنے میں کوئی غلطی کی گئی ہے لیکن میں تحقیق کروا رہا ہوں الفاظ میں بھی غلطی ہو سکتی ہے بعض لوگوں کے اپنے جو تصورات ہیں یا سوچیں ہیں وہ بعض دفعہ ان کو بعض لفظوں کو سن کر بھی ان کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتیں۔ اس لئے وہ سمجھتے ہیں بعد میں شاید یہ لفظ کہا گیا ہو۔ جو ہماری مرضی کے مطابق ہے، وہ نہیں کہا گیا ہو گا۔ تو ایسے واقعات احادیث میں ملتے ہیں ایک جگہ نہیں کئی جگہ ملتے ہیں تو انشاء اللہ اس کی تحقیق کی جائے گی مگر اب میں واپس اسی مضمون کی طرف آتا ہوں کہ ملکیت سے کیا مراد ہے۔ "مالک یوم الدین" سے کہ وہ تمام صفات جن کو خدا نے مخلوق کو عطا کر رکھا ہو گا ان کی بھی صف لپیٹ دی جائے گی۔ کلیۃً مخلوق ان سے عاری ہو جائے گی سوائے ان کے یا اس کے جن کو اللہ چاہے کہ ان کو ہم نے اس سے عاری نہیں کرنا۔

اور میرے اس موقف کی تائید میں کہ وہ محمدؐ رسول اللہ ہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک قطعی فیصلہ کن تفسیر ہے جو اس موقف کی تائید کرتی ہے آپ فرماتے ہیں کہ پہلی صفات میں دوسرے نبی ان معنوں میں حصہ دار ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ان سے حصے عطا کئے۔ بعضوں کو رحمانیت کا مظہر بنایا بعضوں کو ربوبیت کا مظہر بنایا، بعضوں کو رحیمیت کا مظہر بنایا مگر مالک صرف محمدؐ رسول اللہ بنائے گئے ہیں۔ مالکیت کا مظہر سوائے حضرت محمد رسول اللہؐ کے کسی اور نبی کو نہیں بنایا گیا۔ اور یہ یوم الدین کا رسول ہے۔ تو دونوں باتوں کی تائید ہو گئی کہ ایک یوم الدین تو بعد میں آئے گا ایک یوم الدین ہے جو آ بھی چکا ہے یعنی آخری قیامت جو دنیا میں رونما ہونی تھی، وہ عظیم انقلاب جس میں ساری دوسری صفات چھین لی جائیں گی اور ایک ملکیت کے نقطے پر اکٹھی کر دی جائیں گی یہ اس طرح ظاہر ہوا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر سے میں نے سمجھا کہ تمام دوسرے نبیوں کے فیوض کے چشمے ختم کر دئے گئے۔ ایک ہی چشمہ جاری رہا۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۷۰﴾ (النساء: ۷۰)

کہ اب وہ بات نہیں کہ ہر چشمے سے جہاں سے تم چاہو فیض اٹھاتے پھرو۔ اب یہ قانون جاری ہوا ہے کہ جو اللہ کی اور اس رسول کی اطاعت کرے گا۔ "فاولائک مع الذین انعم اللہ علیھم" یہی وہ لوگ ہوں گے جو انعام یافتہ گروہ میں شامل ہونگے۔ ای یعنی "من النبیین" نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ تو مالکیت کا جلوہ دیکھیں ظاہر ہو چکا ہے۔ کون اس جلوے سے آنکھیں بند کر سکتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نے روحانی طور پر یہ علم عطا فرمایا کہ نبیوں میں محمدؐ رسول اللہ مالک ہیں اور کوئی نبی مالک نہیں ہے۔ کیونکہ مالک وہ ہو سکتا ہے جو باقی سب کو بے فیض کر کے ساری طاقتیں اپنی ذات میں اکٹھی کر لے اور یہ توفیق اللہ نے محمدؐ رسول اللہ کو عطا فرمائی ہے اور آپ کی ذات میں جلوہ گر ہوئی ہے۔ اس کے بعد آپ بتائیں کہ جزوی فضیلت آپ کیسے کہہ سکتے ہیں اس بات کو۔ یعنی محمدؐ رسول اللہ اس وقت خداتعالیٰ کی مالکیت کے جلوہ کا مظہر نہیں بنیں گے، موسیٰ بن جائے گا۔ اس سے سب کچھ واپس نہیں لیا جائے گا۔ پس وہ جو اس دنیا میں مالک سچا ثابت ہو چکا ہے اس کو قیامت کے دن اس مالکیت سے محروم کرنے کا کوئی تصور ہی نہیں ہو سکتا۔ علماء چاہے بخاری کی حدیثیں پیش کریں یا اور بھی جو کچھ لے کے آنا ہے انہوں نے لائیں۔ قرآن کریم کے اس مضمون سے جو سورہ فاتحہ سے بھی ثابت ہے، دوسری آیات سے بھی ثابت ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فتوے کے بعد جو اللہ سے علم پا کر آپ نے مالکیت کا مضمون بیان فرمایا ہے، اس کے بعد ایک لحہ کے لئے بھی میرا دل یہ گوارا کر ہی نہیں سکتا۔ ناممکن ہے کہ حضرت موسیٰ کو تو میں اس زمانے میں مالکیت کے جلوے کا حصہ دار اور اس میں شامل سمجھوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ایسا الگ سمجھوں کہ تمام صفات سے آپ کو محروم کر دیا گیا گویا آپ مالک نہ رہے۔ تو ضرور اس میں اور باتیں ہیں اس پہ اور بھی میں نے غور کیا اس حدیث کے اندر، اس کے طرز بیان میں کچھ ایسے رخنے پائے جاتے ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کلام پوری طرح یہ نہیں ہو سکتا اس کے اندر دلائل موجود ہیں لیکن جب میں وہ مزید اور باتیں کچھ دریافت کروں، غور کر لوں پھر انشاء اللہ آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

> **ہم ایسے دور میں ہیں کہ آئندہ کا زمانہ ہمارے سپرد کیا جانے والا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مالکیت اب کل عالم پر جلوہ دکھانے والی ہے۔**

تو اب اتنا میں بتاتا ہوں کہ "مالک یوم الدین" کے متعلق جو ان کو خیال گزرا ہے، ٹھیک خیال گزرا ہے۔ بظاہر زمانے کے ساتھ تعلق ہے مگر ان دو معنوں میں دراصل اس کا زمانے کے ساتھ تعلق ہونا خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ ایک تعریف جو ہم نے بیان کی یہ مطلب تو نہیں کہ وہ لازماً خدا اس تعریف کا پابند ہی ہو گیا ہے۔ وہ تعریف ایک حد تک خدا کی ذات پر صادق آتی ہے اور اسی حد تک صادق آتی ہے جس حد تک اس کی سبحانیت کو زخمی نہیں کرتی۔ کوئی تعریف خدا تعالیٰ کی ذات پہ صادق نہیں آ سکتی جو اس کے سبحان ہونے کے مضمون کے منافی ہو۔ اور جہاں حمد پائی جائے اور تعریف سے مراد ہے Defination جہاں غلطی کوئی نہیں ہے، خدا کی ذات پر کوئی داغ نہیں ڈالنے والی، اور حمد کے مضمون کو بیان کرنے والی ہے وہ لازماً درست ہے اسی حد تک اطلاق پائے گی۔ پس زمانہ اگر ان معنوں میں بھی نہ پایا جائے کہ مخلوق کو زمانہ عطا کر دیا اور ان زمانوں سے مستغنی ہو گیا۔ اور ان زمانوں کے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

MARMALADE - YOGHURT - KONFITURE
FILLER
FULLY AUTOMATIC FILLING AND SEAMING
HAMBA 2400 TUMBLE FILLER
OUTPUT: 2.400 TUMBLER PER HOUR
VOLUME: 55mm/75mm ALSO 95 mm
REQUIREMENT: 3 kw - WEIGHT: 600 kg
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

مطابق اس کے اقتضاء کو پورا ہی نہیں کر رہا تو یہ زمانہ نہ پایا جانا نہ اس کی ازلیت کی نشانی ہے نہ اس کی ابدیت کی بلکہ نعوذ باللہ من ذالک ایک قسم کی بے رخی اور موت کی دلالت ہے۔

پس جہاں جہاں زمانہ کے تصور میں کوئی ناقص معنے ہیں ان سارے تصورات زمانہ سے اللہ مستثنٰی ہے اور بالا ہے۔ جہاں زمانہ کا کوئی تصور خدا کی ذات میں پایا جانا اس کی تسبیح کرتا ہے اور اس کی حمد بیان کرتا ہے وہ زمانے کا تصور لازماً اللہ تعالیٰ کی ذات میں پایا جاتا ہے۔ پس یہ بھی اس رویا کا حصہ ہے، یہ سوچ جو میں نے بیان عرض کیا تھا کہ وہ پھوٹی ہے اس سے اور پھر رویاء کے ساتھ ختم نہیں ہوئی بلکہ چشمے کی طرح جاری ہو گئی اور بہت سے ایسے مضامین ہیں اور جو اس میں بیان کرنے والے ہیں۔

میں نے گزشتہ خطبے کے بعد جب لوگوں نے یہ بتایا کہ اوپر سے گزر گیا ہے اور وغیرہ وغیرہ تو گھبرا کر میں نے کہا کہ پھر کیا فائدہ ان بے چاروں کو تنگ کرنے کا۔ جب بات ہی نہیں سمجھیں گے تو بعد میں کسی کتاب کی صورت میں پیش کر دیں گے۔ لیکن ایک شخص نے ایک بہت دلچسپ بات کہی اور اس کا شعر تو وہ نہیں پڑھا مگر مضمون یہی تھا۔

بہرہ ہوں گر تو چاہئے دونا ہو التفات ☆☆☆ سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر

کہ ٹھیک ہے ہم بہرے ہیں مگر بہروں کو چھوڑ تو نہیں دیا کرتے اونچی بولا کرتے ہیں، بار بار بولا کرتے ہیں۔ تو آپ کچھ اونچی بولیں، کچھ سمجھانے کی کوشش کریں بجائے اس کے کہ دس خطبوں کی بجائے ایک خطبے میں بات ختم کرنے کا فیصلہ کر لیں، ایک خطبے کی بجائے دس خطبوں میں بات کرنے کا فیصلہ کریں۔ تو پھر ہمیں امید ہے کہ ہم انشاء اللہ اس مضمون سے فیض پائیں گے تو وہ بات میرے دل کو لگ گئی اس لئے آج بجائے اس کے کہ میں جلدی جلدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے پڑھ کر آپ کے سامنے اس مضمون کو ختم کرنے کی کوشش کرتا، اب اللہ کے حوالے ہے جس حد تک خدا تعالیٰ توفیق بخشے گا وہ چیز، وہ سلسلہ خیالات یا حقائق کی جستجو کا جو سلسلہ تھا جو اس رویا سے پھوٹا جس کو میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک غیر معمولی رہنمائی کرنے والی رویا تھی اس میں میں اکیلا شامل نہیں رہوں گا بلکہ انشاء اللہ حسب توفیق آپ کو بھی شامل کرتا رہوں گا۔

> **مخلوق کے زمانے کے ساتھ ساتھ اللہ اپنی جلوہ گری فرماتا ہے جو اس کی ذات میں ہمیشہ سے صفات کے طور پر موجود ہے۔ لیکن مخلوق کی طلب، ان کے حالات، ان کی قدروں کے مطابق، ان کے ظرف کے مطابق جب جلوے دکھاتا ہے تو اس کی ذات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ گویا مخلوق کی تبدیلیاں خدا تعالیٰ کے تعلق میں مختلف صورتیں اختیار کرتی رہتی ہیں۔**

اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے جو خود پھوٹ رہا تھا جہاں کہیں اٹکا، بعض دفعہ ایک ایک دو دو دن اٹکا رہا اور بات نہیں کھلی تو جب میں نے دعا کی تو فوراً اس کا جواب مل گیا اور پھر وہ بات چل پڑی۔ تو جو باقی سلسلہ ہے وہ بھی دعا کے سہارے جاری ہے اور انشاء اللہ اس کی ضرورت بھی میں محسوس (کرتا ہوں) ۔ یہ وقت ایسا ہے، یہ دور کہ ہمیں لازماً صفات باری تعالیٰ کے مضمون پر گہرے غور کی ضرورت ہے۔ بعض لوگوں نے مجھے لکھا کہ ہم غور شروع کر چکے ہیں۔ جامعہ کے پرنسپل میر محمود احمد صاحب ناصر نے بھی اپنے طلباء سے پوچھا کیوں جی غور شروع ہو گیا۔ اس سے مجھے خیال آیا کہ کس طرح غور کریں گے خود بخود۔ "سبحان اللہ وبحمدہ ربنا اللھم صل علیٰ محمد" یہ ایسی باتیں کہیں گے ضرور مگر اس کو غور نہیں کہتے۔ یہ مضامین گہرے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب تک روشنی نہ دکھائی جائے اور قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارتوں کو آپس میں جوڑ کر ان پر اجتماعی غور نہ کیا جائے اس وقت تک صفات باری تعالیٰ پہ غور محض حمد کہنے پر یا قادر کہنے پر یا علیم اور حکیم کہنے پر ہو ہی نہیں سکتا۔

پھر اس غور میں اور بھی مسائل ہیں جوڑے جوڑے خدا کہتا ہے ہم نے پیدا کیا اور صفات کے بھی اکثر جگہ جوڑے جوڑے ہی بیان فرمائے ہیں۔ علیم حکیم، علیم قدیر، رحمٰن رحیم، تو یہ بھی بڑا وسیع مضمون ہے کہ وہ جوڑے کیا معنے رکھتے ہیں۔ ان میں زمانہ تو نہیں پایا جاتا مگر ان کے ملنے سے دوسری صفات پھوٹتی ہیں جس طرح Chemical Reaction سے دو چیزوں کو ملانے سے ایک اور Synthesis ہوتا ہے ایک اور چیز پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح وہ تو وقت کی محتاج ہے مگر خدا کا یہ جو صفات کا تعلق نئے مضمون کو پیدا کرتا ہے یہ وقت سے بالا ہے۔ یہ فرق ہے کیونکہ "لیس کمثلہ شیء" اپنی مخلوق سے وہ مشابہ نہیں ہے۔ اس لئے جب ہم مثالیں بیان کرتے ہیں تو صرف سمجھانے کی خاطر ورنہ حقیقت میں اس سے زیادہ آگے یہ بات خدا کے اوپر اطلاق نہیں پاتی۔ پھر خدا تعالیٰ کے اپنے کلام کے حوالے سے اس مضمون کو مزید سوچا جا سکتا ہے تو اب چونکہ وقت ہو گیا ہے انشاء اللہ باقی باتیں پھر، اسم اعظم بھی بتانے والی بات ہے اسم اعظم کس کو کہتے ہیں، کیا معنے رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لفظ مشتق ہے یا جامد ہے۔ یہ چار صفات کیوں چنی خدا تعالیٰ نے اور باقی صفات کو کیوں چھوڑ دیا وغیرہ وغیرہ۔ یہ مضمون کچھ تو میں پہلے سورہ فاتحہ کی تفسیر میں بیان کر چکا ہوں لیکن کوشش کروں گا کہ ان کے علاوہ کچھ مضامین جن کا اس زمانے والی بات سے تعلق بنتا ہے جس حد تک ممکن ہے وہ بیان کروں اور پھر خواہ میرے نزدیک تعلق بنے یا نہ بنے، صفات باری تعالیٰ کا اسماء کا جو مضمون ہے یہ اور بھی جس طرف ہمیں لے کے جائے گا، کوئی پابندی تو نہیں کہ صرف زمانے کے حوالے سے بات ہو۔ اس رویا کا ایک یہ بھی مقصد ہو سکتا ہے کہ اسماء کی بات کرو اور اسماء ہیں جو ہر چیز کا منبع ہیں اور اس سے مزید ترقیات عطا ہونگی اور ہم ایسے دور میں ہیں کہ آئندہ کا زمانہ ہمارے سپرد کیا جانے والا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مالکیت اب کل عالم پر جلوہ دکھانے والی ہے اور خدا نے ہم عاجزوں اور نکموں کو چن لیا ہے تو وہی طاقت بخشے گا، وہی صلاحیتیں عطا کرے گا، لیکن وہ صلاحیتیں اسماء باری تعالیٰ پر غور کے نتیجے میں حاصل ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

بادلوں سے بلند

آج کل کا دور بلند و بالا عمارات کی تعمیر کا دور ہے۔ بیسویں صدی کے دوران اس شعبہ میں امریکہ کی حکمرانی تھی اور گزشتہ ۲۰ سالوں سے شکاگو کا Sears Tower اپنی ۱۴۵۴ فٹ کی بلندی سے دنیا میں اول رہا ہے لیکن اب اس شعبہ میں ایشیا کی بالا دستی قائم ہونے والی ہے اور اندازاً ۱۹۹۶ء میں تعمیر ہونے والے کوالالمپور، ملائشیا کے Patron's Tower کی بلندی سیرز ٹاور سے ۲۲ فٹ بلند ہوگی۔ دو جڑواں عمارتوں پر مشتمل ۸۸ منزلہ یہ عمارات آپس میں جڑی ہوئی ہونگی۔

اس عمارت کی یہ بالا دستی شاید ایک سال ہی قائم رہ سکے کیونکہ چین کے شہر چانگ کنگ میں ایک ۱۴۹۹ فٹ بلند عمارت تیار ہو رہی ہے جو ۱۹۹۷ء میں مکمل ہو جائے گی۔ اس عمارت کی تعمیر میں مقامی روایات کا خاص خیال رکھا گیا ہے اور آٹھ کا عدد جو خوش قسمتی کی علامت ہے اس کا اہم نکتہ ہے۔ ایک پبلک لابی جو آٹھ منزلہ بلند ہے کے اوپر ۸۰ منزلوں تک دفاتر بنائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ شنگھائی میں ۱۳۸۱ فٹ "جن ماؤ ٹاور" تیار ہو رہا ہے جس کا افتتاح اگلے تین سالوں میں ہوگا۔

تائیوان بھی اس معاملے میں کسی سے پیچھے نہیں۔ کاسیونگ کے شہر میں "ایشیا پلازہ" جو ۲۰۰۴ء میں مکمل ہوگا ۱۴۱۴ فٹ بلند ہوگا۔ اس کی ۱۰۳ منزلیں ہونگی اور اس کی خاص بات زلزلوں سے محفوظ ہونا ہے۔ چونکہ اس ملک میں زلزلے کثرت سے آتے ہیں اس لئے اتنی اونچی عمارت کے بنانے میں اس بات کا خاص خیال رکھا جا رہا ہے کہ یہ زلزلوں کی برداشت کر سکے۔

جاپان میں آج کل مشہور برطانوی ڈیزائنر سر نارمن فاسٹر اور ان کے ساتھی جس منصوبہ پر کام کر رہے ہیں اس کی کامیابی کی صورت میں دنیا میں شاید کچھ عرصہ تک بلند عمارات بنانے کی دوڑ ختم ہو جائے۔ Millenium ٹاور کے اس منصوبہ میں جو عمارت بنانے کا ارادہ ہے اس کی بلندی ۲۶۲۵ فٹ ہوگی یعنی سب سے بلند عمارت۔ سیرز ٹاور سے دوگنی کے قریب۔

بہر حال عظیم الشان عمارات بنانے کا مرکز اب امریکہ سے تبدیل ہو کر ایشیا میں آ رہا ہے۔

(ماخوذ از ریڈرز ڈائجسٹ اکتوبر ۱۹۹۴ء)

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ بلند و بالا عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں گے۔ آج ہم اپنی آنکھوں سے ان پیش خبریوں کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ اور یہ زمانہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صداقت پر گواہ ہے۔

کیا زمین گرم ہو رہی ہے؟

سائنس دانوں کا خیال ہے کہ جیسے جیسے ہم ترقی کر رہے ہیں فضا میں آلودگی بڑھنے کی وجہ سے زمین کا اوسط درجہ حرارت بڑھ رہا ہے۔ ۱۹۷۹ء میں کمپیوٹر پروگرامنگ کے ذریعہ درجہ حرارت میں اضافہ کی پیش گوئی کی گئی تھی جس کے مطابق ۱۹۷۹ء میں درجہ حرارت کو ایک ڈگری سنٹی گریڈ ہونا چاہئے تھا اور بڑھتے بڑھتے ۱۹۹۴ء میں ۱٫۶ ڈگری سنٹی گریڈ ہونا چاہئے تھا۔

لیکن اس عرصہ کے اصل ریکارڈ کے مطابق گزشتہ پندرہ سالوں میں ٹمپریچر میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی۔ ۱۹۷۹ء میں ریکارڈ کیا جانے والا اصل ٹمپریچر ۰٫۲ سنٹی گریڈ تھا ان پندرہ سالوں میں جو زیادہ سے زیادہ ٹمپریچر گیا ہے وہ ۱۹۸۸ء میں ۰٫۹ درجہ سنٹی گریڈ تھا اور کم سے کم ۱۹۹۲ء میں منفی ۰٫۳ درجہ سنٹی گریڈ تھا۔

۱۹۹۴ء تک ریکارڈ کئے جانے والے ان درجہ حرارت میں کوئی اضافہ یا کمی نمایاں نہیں دیکھی گئی۔

(ماخوذ از ریڈرز ڈائجسٹ فروری ۱۹۹۵ء)

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
Muslim TV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

(دوسری قسط)

سوال و جواب

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۹۵ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض عمومی سوالات کے جوابات دئے۔ یہ دلچسپ سلسلہ سوال و جواب ادارہ الفضل انٹرنیشنل اپنی ذمہ داری پر افادہ احباب کے لئے ذیل میں پیش کر رہا ہے۔ اسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے مرتب کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء ــــــ (ادارہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا پروگرام لے کر آئے

ایک غیر از جماعت دوست کا سوال انہی کے الفاظ میں پیش ہوا اور وہ یہ تھا کہ جماعت احمدیہ کہتی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے۔ آپؐ کو آخری نبی مانتی ہے، اور دوسرے قرآن مجید ہی کو اپنی دینی کتاب مانتی ہے، تیسرے اسی شریعت کو مانتی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی تو سوال یہ ہے کہ پھر حضرت مرزا غلام احمد صاحب کیا پروگرام لے کر آئے اور ان کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ اگر ان کے پاس کوئی نیا پروگرام نہیں تھا تو دعویٰ کس بات کا؟

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ جو پروگرام والی بات ہے پہلے اس کو لیتے ہیں۔ مولوی مودودی صاحب ایک پروگرام لے کر آئے ہیں اور یہ جو دعوت فکر اور ختم نبوت کی مجالس ہیں اور اہل حدیث کی نئی نئی مجلسیں ہیں یہ سب پروگرام لے کر آ رہے ہیں۔ تو کیسے پروگرام لا رہے ہیں جب کہ قرآن وہی ہے، سب کچھ وہی ہے۔ تو اگر ان کا دعویٰ بھی وہی ہے جو ہمارا ہے تو پروگرام کیسے ہو رہے ہیں۔ اصل میں پروگرام لانے میں تو ان کو اعتراض ہے ہی نہیں ورنہ ان سب سے قطع تعلق کر لینا چاہئے جو پروگرام کی باتیں کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے سائل کو اعتراض اس بات پر ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو خدا نے مہدی بنا کر کیوں بھیج دیا ہے۔ جہاں تک ان کے سوال کا تعلق ہے یہ صرف ان کی لفاظیاں اور قلم کاریاں ہیں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔

بات یہ ہے کہ یہ سوال ہم سے جو آج کر رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہیں کرتے جنہوں نے پیش گوئی فرمائی تھی۔ عجیب بات ہے کہ پیغام دیا ہے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جب ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اور آپؐ کی شریعت کے تابع ہیں اور آپ کو آخری صاحب شریعت اور صاحب حکومت سمجھتے ہیں تو ہمارے لئے چارہ ہی نہیں سوائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات مان جائیں۔ پس ہم جب یہ مانتے ہیں کہ مہدی نے آنا تھا وہ آ گیا ہے تو ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں مان رہے ہیں۔ ہم نے یہ سوال اٹھایا ہی نہیں کہ کیوں آئے گا، آمنا و صدقنا، جو آپؐ نے فرمایا وہ درست ہے۔ پس وہ جو نہیں مانتا اس سے پوچھیں یا جو انتظار کر رہا ہے اس سے پوچھیں کہ کس بات کا انتظار کر رہے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات صحیح ہوگی۔ اگر کہتے ہیں غلط ہے تو امت مسلمہ کا آج کل جو حال ہے تو پھر یہ کیا چیز ہے۔ اگر کسی پروگرام کی ضرورت نہیں، کسی نئی جدوجہد کی ضرورت نہیں ہے تو آج جو ابتر حال نظر آ رہا ہے یہ کیا چیز ہے۔ کیا کراچی کی گلیوں میں اسلام کھیلا جا رہا ہے اور سندھ کے ڈاکوؤں کے پاس شریعت نازل ہو رہی ہے۔ وہ کیا بات ہے کہ جہاں تک اخلاقی گراوٹ کا تعلق ہے آج پاکستان کو بدترین ملکوں میں شمار کیا جا رہا ہے۔ کسی کی حرمت نہیں رہی۔ ہر شخص اپنے آپ کو بے انصاف محسوس کر رہا ہے۔ جیسے گویا انصاف کی چادر اس کے اوپر سے اٹھ گئی ہو۔ ظلم و ستم اور تعدی، بچوں کے اغوا اور زمینداروں کی تھانیداروں کے ساتھ مل کر حکومتیں اور بیچارے زمیندار جو نہتے ہیں ان پر اور ان کی بیٹیوں پر طرح طرح کے مظالم روز مرہ کا دستور بن چکا ہے۔ اور یہ ان کے نزدیک اچھی باتیں سمجھی جاتی ہیں کہ الحمدللہ اسلام جاری ہو گیا ہے تو پھر اور کیا چاہتے ہیں۔ اگر اسی پر راضی ہیں تو پھر راضی ہیں۔ ان بدبختوں سے بچانے کے لئے تو امام مہدی نے آنا تھا لیکن اس نے نیا دین لے کر نہیں آنا تھا، یہ درست ہے ہاں نیا دین مٹانے کے لئے آنا تھا۔ یہ جو لوگوں نے نئے نئے دین بنا لئے ہیں کہ جو مرضی کرتے پھرو صرف مرزائیت کے خلاف ہو جاؤ۔ قادیانیت کا قلع قمع کرو تو سب گناہ معاف ہو جائیں گے، اس قسم کی جہالتیں دور کرنے کے لئے امام مہدی نے آنا تھا۔ انسان اپنے ایمان سے نہیں بلکہ ایمان کی اپنے عمل سے تصدیق کے ذریعہ پہچانا جاتا ہے۔ جن قوموں کے دعوے ایمان کے ہیں اور ان کا عمل جھٹلا رہا ہے وہ مومن نہیں رہے۔ یہ اعلان تھا امام مہدی کا اور اس اعلان کے بعد اس نے ایک ایسی جماعت کی تعمیر کرنی تھی جو باقی مسلمانوں کے مقابل پر ایک ایسی منظم جماعت ہوتی جو ایک ہاتھ پر اکٹھی ہونے والی، ایک ہاتھ پر اٹھنے اور بیٹھنے والی، خدا کی راہ میں قربانیاں کرنے والی، زندگی پیش کرنے والی، اموال پیش کرنے والی، اسلام کی روح کے حق میں عالمی جہاد کرنے والی اور دشمنان اسلام کے حملوں کا زبردست دفاع کرنے والی ہوتی۔ یہ اس نے کام کرنا تھا جو ہم کر رہے ہیں۔ اب اس میں کون سی ایسی نئی بات ہے جو آپ سمجھیں کہ قرآن کے علاوہ ہے اور اس میں کون سی ایسی بات ہے جس کی ضرورت نہیں کیونکہ قرآن میں ہے، یہ ساری باتیں وہ ہیں جو قرآن میں موجود ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی ضرورت ہے۔

پس چھوڑی ہوئی اور بھولی ہوئی باتوں کو دوبارہ یاد کروا کر ان پر عمل کروانا ہی بہت بڑے جہاد کو چاہتا تھا اور ایک ایسے لیڈر کا تقاضا کر رہا تھا جو اللہ سے تائید یافتہ ہو اور اسے غیر معمولی قوت نصیب ہو ورنہ اور کون ہے آپ میں سے جو اس طرح ایک جماعت بنا کر دکھا دے۔ سب مصنوعی اور مکینیکل جماعتیں ہیں۔ مودودی جماعت جو کچھ بھی ہو ان کے پیسوں کے انتظامات ہیں کہیں سے کوئی حکومت صدقہ ڈال رہی ہے کہیں سے کچھ کر رہی ہے۔ کہیں کھالیں چرا چرا کر لوٹ کے پیسے جمع کر رہے ہیں۔ اور جو ان کے کارکن ہیں وہ پیسے کھا کر خدمت کرتے ہیں، پیسے دے کر خدمت نہیں کرتے۔ جب کہ جماعت احمدیہ اپنی جان اور مال دونوں پیش کرتی ہے۔ یہ جماعت پیدا کرنے والا آپ میں ہے کون؟ دکھائیں تو سہی۔ اگر امام مہدی نہیں ہیں تو پھر جس حال کو آپ پہنچ گئے ہیں اس سے پھر بدتر ہی ہونگے اور کیا ہو سکتا ہے۔

ملائیت کے فتنے سے قوم کو بچانے کی ایک الہامی دعا

دعا اور بددعا میں فرق کے بارہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا جس کو بددعا لگتی ہے اس کو پتہ چلتا ہے مگر بعض دفعہ دعا اور بددعا اکٹھی بھی ہو جاتی ہیں۔ جب میں نے کہا تھا کہ قوم کے لئے دعا کرو کہ مولوی برباد ہو جائیں یعنی قوم کے حق میں دعا کرو کہ ملاں برباد ہو جائے تو وہ دراصل ملائیت کے فتنے سے قوم کو بچانے کی دعا تھی۔ اس پر سائل نے عرض کیا کہ یہ تو بددعا ہو گئی۔ حضور انور نے فرمایا اگر کسی کے حق میں یہ دعا کی جائے کہ اس کے جراثیم مر جائیں تو یہ دعا ہے یا بددعا ہے؟ سائل نے جواباً عرض کیا کہ جراثیم کے حق میں تو بددعا ہے۔ حضور نے فرمایا میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ بعض دفعہ ایک شخص کی دعا کسی اور کے لئے بددعا کا تقاضا کرتی ہے۔ جب آپ صحت کی دعا کرتے ہیں تو آپ کو خیال نہیں آتا کہ کتنے بدبخت جراثیم بیچارے اس دعا کے نتیجہ میں مارے جاتے ہیں۔

سائل نے "اللهم مزقهم كل ممزق و سحقهم تسحيقا" کی دعا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔ مگر میری نظر میں یہ ایک ایسی خوفناک بددعا ہے کہ انسان سن کر کانپ اٹھتا ہے جب کہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ گالیاں سن کے دعا دو۔ تو اب ہمیں یہ کہا گیا ہے بار بار یہ دعا کرو یا بددعا کرو۔ حضور نے فرمایا کس کے لئے؟ یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو قوم کی جڑوں میں بیٹھے ہوئے ہیں جن کی موجودگی میں قوم دوبارہ زندہ ہو ہی نہیں سکتی۔ جن کی وجہ سے ملک کا یہ حال ہو گیا ہے کہ ملک پارہ پارہ ہو رہا ہے۔ تو ان پارہ پارہ کرنے والوں کو آپ بددعا نہ دیں، گالیاں سن کے دعا کے تابع، اور جو پارہ پارہ ہو رہے ہیں ان بیچاروں کا کیا قصور ہے۔ پس وہ ہاتھ جو قوم کو پارہ پارہ کرتے ہیں ان کے پارہ پارہ کرنے کی دعا جو ہے یہ ایک مجبوری کی بددعا ہے۔ دراصل اس میں دعا کا معنی ہے کہ اے خدا! ہماری قوم کو ان بدبختوں سے بچا جنہوں نے قوم کو ٹکڑے کر دیا ہے۔ ان بدبختوں سے بچا جنہوں نے اسلام کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور اسلامی اقدار کے حلیے بگاڑ دئے ہیں۔ اس لئے یہ ایسی دعا ہے جو ایک پہلو سے بددعا ہے اور دوسرے پہلو سے دعا ہے مگر بددعا کا پہلو مجبوراً داخل ہے اس کے بغیر جو دوسرا پہلو ہے اس پر دعا لگ ہی نہیں سکتی۔

دوسرے یہ کہ یہ الہامی دعا ہے۔ کسی نے از خود فیصلہ نہیں کیا۔ ۱۸۹۴ء کے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے اس دعا کا خیال آیا۔ چونکہ ۱۹۸۲ء سے لے کر اب تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے مختلف ادوار ہم نے اپنی آنکھوں کے سامنے چلتے دیکھے ہیں تو اس لئے مجھے خیال آتا رہا کہ ہر سال کے جو سو سال پہلے کے الہامات ہیں ان پر بھی نظر ڈالوں۔ اس میں ہو سکتا ہے ہمارے لئے کچھ حکمتیں پیش نظر ہوں جس سے ہم فائدہ اٹھا سکیں۔ چنانچہ ۱۸۹۴ء کے الہامات میں یہ نظر آیا کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرما رہا ہے کہ اب تو ان لوگوں پر بددعا کر۔ چنانچہ آپ کو یہ دعا الہاماً سکھائی گئی۔ پس اس پہلو سے مجھے خیال آیا اور دل پوری طرح یقین سے بھر گیا کہ اس دور کے مولویوں کے لئے اب بددعا کرنا لازم ہو گیا ہے ورنہ قوم اب بچتی نہیں۔ اس سے حضرت نوحؑ کا واقعہ یاد آ جاتا ہے۔ حضرت نوحؑ کو بھی خدا تعالیٰ خود بددعا کرنے کی تلقین فرمائی کہ ان لوگوں نے اب فاسق فاجر کے سوا بچے نہیں جننے۔ جنہوں نے ایمان لانا تھا وہ تجھ پر ایمان لے آئے باقی نے ایمان نہیں لانا تب حضرت نوحؑ نے اللہ کے اذن کے مطابق یہ معلوم کر لیا کہ اب یہ قوم ایسی ہے کہ ان کے لئے بددعا لازم ہو گئی ہے۔ تو آپ کی دعا ساری قوم کے لئے گویا بددعا تھی۔ لیکن میں نے یہ سوچا تھا کہ بجائے اس کے کہ قوم اس حال کو پہنچ جائے کہ وہ ساری کی ساری برباد ہو جائے کیوں نہ برباد کرنے والے ہاتھوں کے خلاف بددعا کی جائے۔

سائنسی ایجادات اور چار گواہوں کی شرط

اس سوال پر کہ اسلام نے زناء وغیرہ کے مقدمات کے بارہ میں ثبوت مہیا کرنے کی جو شرائط رکھی ہیں کہ چار نیک لوگ ہوں اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو وغیرہ وغیرہ لیکن اب موجودہ سائنس دانوں نے D.N.A. کا جو سسٹم نکالا ہے اس کا مطلب ہے کہ جو پرانی گائیڈنس ہے وہ اب متروک ہو گئی ہے۔ کیا ہمارے قاضی القضاۃ کو D.N.A. کے جو نتائج ہیں وہ ماننے پڑیں گے یا پرانی رہنمائی پر انحصار کریں گے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پہلے آپ یہ بتائیں کہ مقدمہ قائم کس طرح ہوگا۔ سائل نے کہا کہ کسی پر الزام لگا ہے اس کے بعد مقدمہ سرعام چلے گا۔ حضور نے فرمایا جب تک چار گواہ نہیں ہونگے وہ الزام لگے گا ہی نہیں۔ سائل نے عرض کیا اگر کسی نے الزام لگا دیا ہے۔ حضور نے فرمایا اس کے ثبوت کے لئے اس کو

باقی صفحہ نمبر [ ] پر ملاحظہ فرمائیں

MOST AUTHENTIC
INDIAN FOOD
GRANADA
TAKE AWAY
202 ROUNDHAY ROAD
LEEDS
TELEPHONE 0532 487 602

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:
041 777 8568
FAX 041 776 7130

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۱۷)

جانوروں کے اپھارے، بھڑ، شہد کی مکھی اور بچھو کے کاٹے کی دواؤں کا بیان

ایلومینا، ایگنس کاسٹس، ایلنتھوس کے خواص

بال جھڑنے اور سفید ہونے کا نسخہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ۲۳ مئی ۱۹۹۴ء کو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

[یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

لندن: (۲۳ مئی ۱۹۹۴ء) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ہومیوپیتھک کلاس کے سلسلہ میں بعض اہم ادویہ اور ان کے خواص واستعمالات وغیرہ کا ذکر فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پیٹ میں ہوا کے لئے ایلو (Aloe) مشہور ہے۔ دائیں طرف گولہ سا بنتا ہے۔ یہ علامت لائیکوپوڈیم میں بھی پائی جاتی ہے اس کے اسہال بھی لائیکوپوڈیم سے ملتے ہیں۔ سی فوڈ (Sea Food) سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ اسہال، الٹی اور ہوا تینوں تکلیفیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں لیکن ہوا کے لئے کچھ دوائیں خاص طور پر یاد رکھنی چاہئیں۔ ان میں سے

کاربوویج (Carbo Veg)

چائنا (China)

لائیکوپوڈیم (Lycopodium)

اور ایلو (Aloe)

ان کی تمیز والی علامتیں یہ ہیں۔ کاربوویج میں ہوا کا دباؤ اوپر کی طرف ہوتا ہے اس کا مطلب ہے انتڑیوں کی حرکت میں خلل ہوتا ہے۔ انتڑیوں کی حرکت میں خلل میں نکس وامیکا (Nux Vomica) چوٹی کی دوا ہے۔ نکس وامیکا میں بھی ہوا ہے کسی قسم کے معدے یا انتڑیوں کی تکلیف ہو، ہوا تو وہاں ہونی ہی ہونی ہے۔ ہم جو ہوا کی بات کر رہے ہیں تو ایک دائمی ہوا کے مریض کا تصور ہے۔ ایک ایسا مریض جو ہمیشہ ہوا کے بند ہونے کا شاکی رہتا ہے۔ اس کے لئے یہ چار دوائیں نمایاں ہیں۔

چائنا (China) کی ہوا سارے پیٹ میں گڑگڑاتی پھرتی ہے۔ اس میں بدبو نہیں ہوتی۔ وہ جسم کی خشکی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ چائنا کونین ہے۔ وہ خشکی دور کر دیتی ہے۔ یہ ہوا ہلکی درد کے ساتھ بے چینی پیدا کرتی ہے۔ ایک گڑگڑانے کی آواز مخصوص طور پر ٹائیفائیڈ کی علامت ہے۔ اس میں بائیں طرف ہوا اکٹھی ہوتی ہے۔ ہاتھ لگائیں تو گڑگڑاہٹ کے ساتھ جگہ بدلتی ہے۔ اس میں ٹائیفائیڈینم (Typhoidinum) اچھی ہے مگر وہ عارضی کیفیت ہے۔

جانوروں کے اپھارے کی دوا

عارضی کیفیت کی جو اہم دوا یاد رکھنے کے قابل ہے وہ کولچیکم (Colchicum) ہے۔ یہ اپھارے کی دوا ہے۔ روزمرہ کی ہوا کی نہیں ہے۔ اگر کسی وجہ سے اپھارہ ہو جائے تو اس کو کولچیکم کی ایک خوراک فوری فائدہ دیتی ہے۔ اپھارہ کی اکثر وجہ، جانوروں میں یہ ہے کہ برسیم ایک چارہ ہے جس میں خشکی ہو جائے اور خشک سالی کی وجہ سے وقت پر پانی نہ ملے جبکہ وہ ایک خاص عمر کو پہنچا ہو تو اس کے اندر (HCN) ہائیڈرو سائینک ایسڈ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پوٹاشیم سائینائیڈ انتہائی ہلاک کرنے والا زہر ہے اور اس کا زہر تشنج سے مارتا ہے۔ یعنی سانس وغیرہ کی نالی ہر چیز پر ایسا سخت جبڑا پڑتا ہے کہ پھر کھل نہیں سکتا۔ اس لئے پوٹاشیم سائینائیڈ کے زہر سے جو لوگ مرتے ہیں وہ ایک لفظ بھی نہیں بول سکتے۔ اسکا معمولی اثر بھی خطرناک ہوتا ہے۔

اس سے جانوروں کو اپھارہ ہوتا ہے۔ انتڑیوں میں تشنج پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج کولچیکم ہے (Colchicum) ہے۔

انسانوں کو بھی ایک خطرہ ہے کڑوے باداموں سے۔ اس میں بھی (HCN) پایا جاتا ہے اور اسی سے وہ کڑوا ہوتا ہے۔ ان باداموں کو زیادہ کھالیا جائے یا میٹھے باداموں کے ساتھ ملا کر کھالیا جائے تو بچوں میں Spasm تشنج پیدا کر سکتا ہے۔ تشنج جو خطرناک اور فوری ہوں ان کا علاج کولچیکم ہے۔

بھڑ اور شہد کی مکھی کے کاٹے کا علاج

بعض چیزوں کے علاج آپ کو اس طرح براہ راست حوالے سے یاد ہونے چاہئیں۔ مثلاً ایپس (Apis) ہے، شہد کی مکھی اس کے کاٹے سے بعض دفعہ جن لوگوں کو الرجی ہو وہ مر بھی جایا کرتے ہیں بہت ہی خطرناک ہے۔ جن کو الرجی نہ ہو ان کو کوئی بھی فرق نہیں پڑتا۔ عام شہد اتارنے والے ان کو کاٹتی رہتی ہے۔ اس کا علاج کاربالک ایسڈ ہے۔ یہ شہد کی مکھی کے فوری گہرے اثر کو توڑ دیتا ہے۔ بھڑ کا کاٹنا شہد کی مکھی کا کاٹنا، عموماً ان میں فارمک ایسڈ ہے (Formic Acid) ہے جو مہلک ہوتا ہے۔ فارمک ایسڈ اذیت دینے (ٹارچر) کے لئے پرانے زمانے میں استعمال ہوتا رہا ہے۔ ہٹلر جنگ عظیم میں یہودیوں کو ٹارچر کرنے کے لئے فارمک ایسڈ کے ٹیکے لگوایا کرتا تھا۔ اس سے مریض شدید عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بھڑ کے زہر کی Heavy Dose اگر دی جائے تو اندازہ کر سکتے ہیں کیسی شدید تکلیف ہوگی۔ اکثر مر جاتے ہیں جو بچتے ہیں حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔ اس کا علاج ہومیو ڈوز میں کاربالک ایسڈ ہے۔

بھڑ اور شہد کی مکھی کے کاٹے میں روزمرہ استعمال کی چیز جو بہت مؤثر ہے وہ نیٹرم میور (Nat. Mure) ہے۔ ٹیبل سالٹ، سادہ خوردنی نمک اور اس کو میں آرنیکا کے ساتھ ملا کر دیتا ہوں اور خدا کے فضل سے بہت ہی زود اثر اور حیرت انگیز اثر پیدا کرتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بیمار تھے انہوں نے مجھے رات قریباً ساڑھے دس بجے بلوایا، کوئی دوائی کا مشورہ کرنا تھا۔ اتنے میں کوئی شخص بھاگا ہوا آیا کہ چوہدری شبیر احمد صاحب کو ۲۵، ۳۰ شہد کی مکھیاں کاٹ گئی ہیں۔ کافی بڑا حملہ تھا ان پر یا شاید بھڑیں تھیں۔ انہوں نے حضرت صاحب کو دعا کے لئے کہلوایا تھا کہ بہت خطرناک حالت تھی اور جان کنی جیسی کیفیت تھی۔ حضرت صاحب اپنی بات بھول گئے۔ فوراً مجھے کہا کہ دوڑو، واپس گھر جاؤ اور فوراً دوا بھیجو۔ میں نے گھر جا کر فوراً نیٹرم میور اور آرنیکا ملا کر بھجوائی۔ واپس پھر میں آیا دیکھنے کے لئے ۱۰، ۱۵ منٹ بعد پیغامبر آگیا کہ خدا کے فضل سے ٹھیک ہو گئے ہیں۔ کوئی تکلیف نہیں۔

تو ہومیو پیتھک دوائیں جب اثر دکھاتی ہیں تو یوں لگتا ہے جادو ہو گیا ہے۔ اس لئے ان کو آپ ہنگامی ضرورت کے لئے خاص طور پر آئے دن حادثات ہوتے رہتے ہیں ان کے لئے محنت سے بھی، یادداشت پر زور دے کر بھی یاد کرنا پڑے تو کرنا چاہئے۔ مگر یہ وہ ایسی چیزیں ہیں کہ ان پر مجھے تو کبھی بھی محنت نہیں کرنی پڑی۔ جو ہنگامی چیزیں ہیں وہ ویسے ہی دماغ پر جلدی نقش ہو جاتی ہیں اور ان کا علاج بھی ایک دفعہ پڑھ لیا تو دوبارہ دیکھنے کی ضرورت نہیں پیش آتی۔ دلچسپی سے اگر پڑھیں تو فوراً دوا از خود ذہن میں آجاتی ہے۔

بچھو کے کاٹے کی دوا

بچھو کاٹ جائے تو اس کے لئے بھی آرنیکا (Arnica) اور لیڈم (Ledum) یہ دو ملا کر دی جائیں اور ان کی تکرار کی جائے تو بہت ہی مفید ہے۔ ایک احمدی ڈاکٹر تھے ڈاکٹر نثار احمد مورانی۔ آج کل نوکوٹ میں ہوتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ تھر کے علاقے میں بہت زہریلا بچھو ہوتا ہے وہ آرنیکا اور لیڈم کو ۲۰۰ کی طاقت میں ملا کر استعمال کراتے تھے۔ اور پانچ منٹ کے اندر اندر مریض بالکل ٹھیک ہو جاتا تھا۔ وہ مشہور ہو گئے تھے۔ بچھو والا قادیانی ڈاکٹر۔ اور ایک اور چیز کے وہ بڑے ماہر تھے۔ وہ ہے معمولی سی دوا لیکن اس علاقے میں وہ بہت ہی خطرناک بیماری سمجھی جاتا ہے۔ افریقہ میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور افریقنوں کو بھی نوٹ کرنا چاہئے۔ ایک بہت لمبا کیڑا ہوتا ہے جو بعض دفعہ سینکڑوں فٹ بھی ہو جاتا ہے۔ اور جہاں وہ جسم میں داخل ہو جائے اگر وہ ٹوٹ جائے تو اپنی شاخیں اور بچے اور جگہ بھیج دیتا ہے۔ اس لئے اس کے نکالنے کا فن یہ ہے کہ اسے ٹوٹنے نہ دیا جائے۔ افریقن اسے خاص قسم کے کانٹوں سے لپیٹ کر نکالتے ہیں۔ اس کے سوا اس کا کوئی علاج نہیں۔ تھر کے علاقے میں ہو جسے جائے اس کی زندگی پھر عذاب ہو جاتی ہے۔ اس کا علاج ہے سلیشیا (Silicea 6x) چند دن کھلائیں وہ پگھل کے پانی ہو کے نکل جاتا ہے۔ کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ کالی فاس (Kali Phos) میں ساتھ ملا دیا کرتا ہوں۔ یہ اعصاب کے لئے ٹانک ہے۔ افریقہ میں بعض لوگوں نے مجھے لکھا تو میں نے انہیں اس کے استعمال کا مشورہ دیا ان کی طرف سے تصدیق ہوئی کہ بہت اچھی دوا ہے۔ اور تھر میں تو بہت شہرت تھی ان کی۔

ایلیومن (Alumen)

ہینکڑی، گلینڈز کا پھولنا اس کی خاص علامت ہے۔ اسی طرح مونہہ کا کینسر، گلے کا کینسر، بڑے سخت ٹانسل جو پرانے ہو جائیں۔ اور چھوڑنے کا نام نہ لیں۔ اس کے سر درد میں سر کے اوپر گرمی اور جیسے کوئی دبا رہا ہو، پچکنے اور بوجھ کا احساس ہوتا ہے اور اس میں دبانے سے آرام آتا ہے۔ دوسری دواؤں میں ایسا ہو تو دبانے سے آرام نہیں آتا۔ ہاتھ لگانے سے بھی تکلیف ہوتی ہے۔ یہ وہ دوا ہے جس میں دبانے سے آرام آتا ہے اور دبانے کے لحاظ سے کالی کارب (Kali Carb) میں تکلیف بڑھتی ہے۔ لیکسز (Lachesis) میں ہلکا ہاتھ لگانے سے بڑھتی ہے۔ اس میں جلد کا اوپر کا حصہ حساس ہوتا ہے۔ مگر زور سے دبانا شروع کر دیں تو ماؤف حصے میں آرام آنے لگتا ہے۔ یہ بہت ہی باریک ہر دوا کے اپنے انداز ہیں جس سے وہ پہچانی جاتی ہے۔ عجوبہ بات کو ذہن نشین کر لیں اس سے یاد آئے گی۔

اس میں گلینڈز کا پھولنا اور بعض دفعہ سخت ہونا کینسر پیدا کر دیتا ہے۔ اس میں آواز مستقل بیٹھ جاتی ہے۔ عارضی اگر گلا بیٹھے، فالجی علامات ہوں تو کاسٹیکم (Causticum) بہت مفید ہے۔ نزلاتی وجہ ہو تو نزلہ کا علاج کیا جائے۔ اگر ایلیم سیپا (Allium Cepa) کا کیس ہو اس میں اندر خراش بھی ہوتی ہے۔ تو ایلیم سیپا استعمال کی جائے۔ اپنی فالجی علامات میں یہ پلمبم (Plumbum) سے ملتی ہے۔ اور پلمبم کا یہ انٹی ڈوٹ (Antidot) ہے۔ بعض دفعہ (Paints) میں پلمبم یعنی سکہ پایا جاتا ہے اگر پینٹ (Paint) کا کوئی احساس ہو تو ایلیومن اس کا بہترین توڑ ہے۔

پلاٹس برائے فروخت

دارالعلوم ربوہ میں دو کنال اور طاہر آباد میں دس کنال کا پلاٹ برائے فروخت موجود ہے۔ خواہشمند احباب حسب ذیل فون نمبرز پر رابطہ کریں

فون جرمنی: (06103)371120 or. (06103)371135

فون لندن: (0181)6650241

Earlsfield Properties

RENTING AGENTS

081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

ایلیومینا (Alumina)

اس کی اہم ترین علامت جو اس کی شخصیت بناتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ آہستہ اثر کرنے والا گہرا زہر ہے جو خون کی نالیوں کو سکیڑتا ہے یا خون میں کچھ مادے جما دیتا ہے۔ جس طرح کولسٹرول وغیرہ اور مستقل خون کی نالیاں اگر سکڑ جائیں اور دماغ پر اثر ہو اور آرٹیریو سکلوروسس ہو جائے تو لمبا عرصہ کھلانی پڑے گی۔ ایک دو ماہ کی بات نہیں۔

اس میں خارش کے ابھار نہیں ہوتے جلد پر۔ مریض خارش کرتا ہے تو پھر ابھار نکلتے ہیں۔ اور ان میں زردی مائل پانی یا پیپ جیسا مواد پیدا ہو جاتا ہے۔

آنکھوں کا چھپر، جس طرح کرانک ایگزیما ہوتا ہے۔ اور وہ اس سے موٹے ہو جاتے ہیں اس طرح آنکھ کے چھپروں میں کھجلی اور وہ بوجھل اور موٹے ہوتے ہیں ان میں یہ بہت ہی مفید ہے۔ معدے میں ہوا، کھٹے ڈکار اگر مزمن ہو جائیں اور مریض کو یہ بیماری دائمی پکڑ بیٹھے اس وقت ایلیومینا کام آئے گی۔ یہ فوری عارضی کیسز کے لئے نہیں ہے۔ فوراً پیدا ہونے والی بیماریوں میں چند بیماریوں کے سوا یہ کام نہیں کرے گی۔ یہ دائمی لمبی اثر کرنے والی دوا ہے۔

بواسیر کے زخم اور تیزابی پانی نکلے۔ عورتوں میں جو تکلیفیں ہیں حمل کے دوران یا ویسے ان میں تیزابیت نمایاں ہوتی ہے۔ عام طور پر ایک نشانی یہ ہے کہ ایسی عورت جس کو عام طور پر قبض نہ ہوتی ہو لیکن حمل کے دوران قبض ہو جائے تو ایلیومینا کام دیتی ہے۔ یہاں عارضی طور پر کام دیتی ہے اسی طرح یہ پرانی دائمی کھانسی میں بھی مفید ہے۔

ایگنس کاسٹس
(Agnus Castus)

یادداشت کی کمزوری میں کالی فاس، دائمی یاداشت کی کمی میں سلفر بہت اچھا کام کرتی ہے ۲۰۰ میں۔ بعض کو وقتی اعصابی دباؤ میں یادداشت جواب دیتی ہے وہاں کالی فاس بہت اچھا کام کرتی ہے۔

عورتوں میں عموماً چونکہ نو ماہ کافی بوجھ اٹھاتی ہیں اس لئے اعصاب جواب دیتے ہیں اور نیچے گرنے کا احساس پایا جاتا ہے، یہ کئی دواؤں میں ہے۔ کاسٹیکم (Causticum) بھی اس میں نمایاں اثر رکھتی ہے۔ ایگنس کاسٹس (Agnus Castus) خاص طور پر اس احساس سے تعلق رکھتی ہے۔ خود کشی کا خیال آنے لگ جاتا ہے۔ لیکن خود کشی کا رجحان جس دوا میں ہے وہ ہے (Aurum Mur) یہ سونے کا نمک ہے اس میں گہرا غم اور خود کشی کا نمایاں رجحان۔ دو تین کیسوں میں واضح طور پر یاد ہے کہ ماں باپ پریشان تھے ان کو (Aurum Mur) دیا تو سب خیال مٹ گئے خود کشی کے۔

اس میں بھی خودکشی کا خیال مگر آرم کی طرح مستقل رجحان نہیں۔ اس کی سردرد فوٹو فوبیا اسے مستقل کہتے ہیں۔ ایلوپیتھک میں اس کا کوئی علاج نہیں۔ ایک سینئر پاکستانی افسر نے بتایا کہ مجھے فوٹو فوبیا کی تکلیف ہے۔ چوٹی کے ماہر ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اس کا کوئی علاج نہیں۔ ہومیوپیتھی میں بارہا میں نے اللہ کے فضل سے مریضوں کو اس دوا (Agnus Castus) سے ٹھیک کیا ہے۔

ایک اور بہت اہم دوا فوٹوفوبیا کی گریفائٹس ۲۰۰ (Graphites 200) ہے۔ مستقل گہرا لمبا اثر ہو گریفائٹس میں پایا جاتا ہے۔ ایگنس کاسٹس میں سردرد سے اس کا زیادہ جوڑ ہے۔ وہ سر درد جو روشنی سے بڑھے اور ایک فوٹو فوبیا ایسی ہے کہ ویسے ہی روشنی میں آنکھ نہیں کھلتی۔ سردرد ضروری نہیں۔ اس کے لئے گریفائٹس ہے۔ ایگنس کاسٹس میں لٹکنے کا احساس، ایک تو ہے بوجھ کا احساس اور ایک ہے جس میں عضلات (Muscles) ڈھیلے ہو جاتے ہیں، لٹک جاتے ہیں۔ عام طور پر مسلز میں جس طرح ربڑ ڈھیلا ہو جاتا ہے واپس سکڑنے کی طاقت نہیں رہتی۔ کلکیریا فلور بھی اور کاسٹیکم بھی اس کے لئے بہت اچھی ہے۔ دائمی کیسز میں کلکیریا فلور بھی بہت اچھی ہے اور ایگنس کاسٹس میں بھی یہ بات ہے۔ اس میں ایک بات جو کتابوں میں لکھی ہے یہ ہے کہ اس کا عورتوں سے زیادہ تعلق ہے۔ اس لئے مسلز ڈھیلے ہونے کے ذکر میں عورتوں کا ذکر ملتا ہے۔ کہ خواتین کے مسلز جب ڈھیلے ہوں تو ان کے لئے ایگنس کاسٹس اچھی ہے۔ اور چونکہ رحم کے نیچے گرنے کا احساس بھی ایگنس کاسٹس میں پایا جاتا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس کا تعلق اندرونی تکلیفوں سے ہی ہو اور اس کے نتیجے میں مسلز ڈھیلے پڑ جائیں تو اس کے لئے یہ مفید ہو۔

جن دوائیں خودکشی کا احساس پایا جائے اس میں نیٹرم میور بھی ایک ہے۔ یہ وہ دوائیں ہیں جو مایوسی کی علامتیں رکھتی ہیں۔ ایگنس کاسٹس میں بھی، نیٹرم میور میں بھی اور آرم میور میں بھی مایوسی ہے۔

ایلنتھوس (Alanthus)

یہ دوا زیادہ تر میوکس میمبرین (Mucous Membrane) کے جواب دے جانے کے وقت استعمال ہوتی ہے۔ میوکس ممبرین سے مراد اندرونی جلد ہے۔ انسانی جسم بیچ میں سے کھوکھلا ہے، اندرونی سطح جو کسی بھی چیز کی ہو اسے میوکس میمبرین کہتے ہیں اور بیرونی سطح جلد بن جاتی ہے۔ جب میوکس میمبرین جواب دے جائے تو یہ استعمال ہوتی ہے۔ اس میں بال زیادہ جھڑتے ہیں۔ لیکن ویسے بال جھڑنے میں استعمال نہیں ہوگی۔ مریضہ اگر میوکس میمبرین کی ہے اور پھر بال جھڑتے ہوں تو یہ دوا ٹھیک ہے۔ لیکن بال جھڑنے کی دیگر دوائیں اس سے بہت زیادہ بہتر اور زود اثر ہیں۔ جو کھودے ہو جائیں ان کے لئے (جن کے چہرے پر بال ہی نہ ہوں اسے کھودا کہتے ہیں) اس کی انگریزی اصطلاح ہے ایلوپیشیا۔ اس میں چھتری کی طرح گول گول سپاٹ پڑ کے گچھوں میں بال اتر جاتے ہیں۔ سفید چمکدار سپاٹ رہ جاتے ہیں اس کے لئے یہ ہومیوپیتھک نسخہ حیرت انگیز ہے۔

بسیلینم ۲۰۰ (Bacillinum)

نیٹرم میور ۲۰۰ (Nat. Mur)

پہلے تین دن روزانہ ایک دفعہ پھر ہفتے میں ایک دفعہ یا زیادہ سے زیادہ دو دفعہ۔ اور

ٹیوکریم ۳۰ (Teucrium)

پکرک ایسڈ ۳۰ (Picric Acid)

یہ ملا کر دن میں تین چار دفعہ دی جائے۔

کچھ عرصہ بعد سفید جگہوں پر بال آنا شروع ہو جاتے ہیں، بال جھڑنے بند ہو جاتے ہیں اور پورا سر بالوں سے بھر جاتا ہے۔

یہ ٹکسالی کا نسخہ ہے۔ میں نے تجربہ سے آہستہ آہستہ سیکھا ہے اور اگر کسی کے بچپن میں بال سفید ہو جائیں یا آغاز جوانی میں ایک دم بال سفید ہو جاتے ہیں۔ ہمارے پاس ربوہ میں ایک دفعہ سلسلے کے ایک بزرگ خادم ریٹائر ہونے کے بعد واقف زندگی بنے تھے مگر بہت اچھا کام کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اپنی نواسی کو لے کر آئے۔ چھ سات سال کی عمر کی ہوگی۔ اس کی بڑی بڑی لٹیں سفید تھیں۔ گچھے کے گچھے سفید تھے۔ ان کے لئے پہلی دفعہ میرے ذہن میں آیا کہ سورائینم (Psorinum) مفید ہونی چاہئے۔ میں نے سورائینم کی ۱۰۰۰ کی طاقت کی ایک خوراک دی۔ اور ہفتے کے بعد دوہرانے کے لئے کہا۔ اور ایک ماہ نہیں گزرا تھا کہ بچی کو لے آئے، بال کھول کر دکھائے۔ نیچے سے کالے بال آ رہے تھے۔ اوپر سے سفید تھے۔ اب وہ اللہ کے فضل سے شادی شدہ بچوں والی ہے خوش باش ہے۔ بال بالکل ٹھیک ہیں۔

اس تجربہ سے شہہ پا کر پھر میں نے اور بھی استعمال کر کے دیکھا۔ برص اور کوڑھ میں جلدی بیماریوں میں سورائنم مفید ہے۔ اس سے مجھے خیال آیا اور کامیاب رہا۔

بعض مریضوں کے چہرے پر سیاہی چھا جاتی ہے مگر ویسے اپنا رنگ ٹھیک ہوتا ہے۔ اس میں ایلنتھوس (Ailanthus) یاد رکھیں۔ لیکن ایک اور دوا ہے آرسینک سلف فلیومر (Arsenic Sulph Flavum) جو برص کی دوا ہے۔ اور یہ کالی برص میں بھی کام آتی ہے۔ عام طور پر برص کے ساتھ سفیدی کا تصور ہے۔ سندھ میں ایک صاحب مخلص زمیندار تھے ان کے چہرے پر بڑے خراب نظر آنے والے کالے داغ تھے۔ ان کو میں نے آرسینک سلف فلیوم (Arsenic Sulph Flavum) اور کہا کہ تین دفعہ کھاتے رہیں۔ اگلے دورے پر دیکھا تو کچھ داغ تھے مگر اکثر صاف ہو چکے تھے۔ بعض دفعہ ہاتھ بھی کالے ہو جاتے ہیں، بعض کے چہرے کالے ہو جاتے ہیں اس کے ساتھ ہی دماغ میں ایلنتھوس (Ailanthus) آنی چاہئے۔ یہ یاد رکھیں کہ رحم کے اندر کی سطحوں کے ساتھ بھی اس کا بہت تعلق ہے اور اگر کسی کو پرسوتی بخار ہو یعنی رحم کی انفیکشن سے بخار ہو جائے اس کے نتیجہ میں دماغ میں پاگل پن ہو اس کے لئے ایلنتھوس بہت اچھی دوا ہے۔

☆

غم کا پھر دل پہ مرے بار گراں ہے کہ جو تھا
آج بھی عشق وہی آفت جاں ہے کہ جو تھا
اک حسیں یاد تری، دل میں نہاں ہے کہ جو تھی
اک حسیں نام ترا، ورد زباں ہے کہ جو تھا
بےخودی تو ہی بتا حسن کے متوالوں کو
جلوہ آرا ابھی وہ راحت جاں ہے کہ جو تھا
اک خدا ہے کہ جو ہر لحظہ نئی شان میں ہے
اک یہ بندہ کہ وہی سوختہ جاں ہے کہ جو تھا
ہمدمو چین کے دو لمحے غنیمت جانو
برق رفتار جہانِ گذراں ہے کہ جو تھا
دے کے جاں ہم نے خریدا ہے غم ہر دو جہاں
دل سے مفقود وہی خوف زیاں ہے کہ جو تھا
ہم فقیرانہ صدا کرکے چلے سوئے عدم
آپ کا تو وہی آباد جہاں ہے کہ جو تھا
ہم نے سینچا تھا جسے خون تمنا سے نصیر
دل کا گلشن وہی پامال خزاں ہے کہ جو تھا

(نصیر احمد خان)

Coming Soon
A Book by Anwar Ahmad Kahlon
Entitled
Mohammad Zafrulla Khan
My Mentor

PLANET EARTH PRESENTS
■ FUEL CATALYST: Cheaper fuel bills for people with a fuel catalyst plus exhaust emission is cut by 51%
■ ALARMS: Personal attack, Property alarms, Economizers
■ Air Care Products: Clinically proven vacuum cleaners for Asthma, Eczema, Rhinitis and other dust allergy problems
Call for more information or brochure:
Day 0181 365 7557 or 548 0514 after 7pm
Fax 0171 613 4252 - Ask for Mr. A. Vaince
Distributors required world wide

عکس نما

(پروفیسر محمد ارشد چوہدری)

نصف بہتر یا نصف بدتر

مغرب نے عورت کی وہ مٹی پلید کی ہے کہ جسے نصف بہتر کہا جاتا ہے وہی اب نصف بدتر ہے۔ اشتہاری عورت، فلمی عورت، ناچنے والی عورت، گانے والی عورت ..... اور نہ جانے کون کون سی عورت، ہر ممکن بہانے سے جسم فروشی، حسن فروشی اور نسوانیت فروشی پر مامور کر دی گئی ہے۔ کبھی کھیل کے بہانے اپنی نمائش لگاتی ہے، کبھی مقابلہ حسن کے بہانے اپنی بولی لگواتی ہے۔ .... غرضیکہ مغرب کی عورت، عورت نہیں، ایک جنسی منڈی بن چکی ہے۔ اور جہالت مغرب کی انتہا یہ ہے کہ اسی جنسی منڈی کو عورت کی عزت، عورت کا وقار، عورت کی آزادی، عورت کے حقوق اور عورت کی Liberation جیسے القابات سے نوازا جاتا ہے۔ دعوے کئے جاتے ہیں کہ مغرب نے عورت پر وہ احسانات کئے ہیں، جو ابتدائے انسانیت سے کسی قوم، کسی مذہب، کسی سماج اور کسی معاشرے نے اس پر نہیں کئے تھے۔ اسے Christian Civilisation کہا جاتا ہے اور اس پر بے حد فخر کیا جاتا ہے۔ اور اسی فخر کے حوالے سے مسلمان عورت پر غلامی اور مظلوم و مقہور ہونے کے آوازے کسے جاتے ہیں۔ پردہ دار، باغیرت، باعزت، باوقار عورتوں کو دقیانوسیت کے طعنے دئے جاتے ہیں اور انہیں پریس، ریڈیو اور ٹی۔ وی۔ پر اچھالا جاتا ہے۔ وہ عورتیں جنہیں بحیثیت ماں، بحیثیت بہن، بحیثیت بیٹی، بحیثیت خالہ، بحیثیت ممانی، بحیثیت پھوپھی، بحیثیت دادی یا نانی وغیرہ وغیرہ تمام حقوق حاصل ہیں اور صرف بے حیائی، بے شرمی، بے غیرتی اور نسوانیت فروشی کے حقوق حاصل نہیں ہیں وہ تو مظلوم عورتیں ہیں اور وہ مغربی عورتیں جن کی بحیثیت ماں بہن اور بیٹی وغیرہ کوئی حیثیت نہیں ہے اور جنہیں صرف نسوانیت فروشی کے Licence حاصل ہیں وہ معزز خواتین ہیں اور دنیا کی دیگر عورتوں کے لئے نمونہ ہیں۔ اسے جہالت کے سوا اور کیا نام دیا جاسکتا ہے۔

بے حیائی کی اس بین الاقوامی اشاعت میں مغرب کا کردار غالب ہے۔ لیکن اس ڈرامے کے باقی کردار بھی اپنے اپنے طور پر قصور وار ہیں۔ بعض مسلمان معاشروں اور حکومتوں نے قرآنی احکامات کی روح اور مغز کو نہ سمجھتے ہوئے عورتوں کو تعلیمی، فکری اور سماجی و معاشرتی مشاغل سے بے دخل کر دیا۔ جس کے نتیجے میں عورتوں میں بغاوت کی روح پیدا ہوئی۔ کیونکہ ان کے انسانی حقوق کم کئے جا رہے تھے۔ بعض دیگر معاشروں نے لڑکوں کو لڑکیوں پر بے جا ترجیح دے کر عورت کو یورپ کی طرف دیکھنے پر مجبور کیا۔ اسی طرح پر مختلف تفریقی رسوم و رواج نے بھی اپنا اپنا کردار ادا کیا اور بالآخر برائی کی جاذبیت نے ان عوامل کے ساتھ شامل ہو کر صورت حال بگاڑ دی۔

احمدیت کا مثالی کردار

جدید معاشروں میں سے صرف احمدیہ معاشرے نے اس طوفان بدتمیزی کے سدباب کی کوشش کی ہے۔ احمدی عورت بلاشک وشبہ دنیا کی تمام عورتوں سے زیادہ حقوق یافتہ ہے۔ ہر بچی، نوجوان، جوان اور بوڑھی عورت بلا استثناء کسی نہ کسی تنظیم سے وابستہ ہے۔ ۱۵ سال سے کم عمر بچیاں ناصرات الاحمدیہ سے وابستہ ہیں۔ جس کی شاخیں دنیا کے ہر اس ملک میں قائم ہیں جہاں احمدیہ جماعت موجود ہے۔ یہ شاخیں محلے، گاؤں، شہر، ضلع، ملک اور بین الاقوامی تمام سطحوں پر قائم ہیں۔ ان کے باقاعدگی سے اجلاس ہوتے ہیں۔ ان کے پروگرام تعلیم و تربیت، تقریر و تحریر، فلاح و بہبود یا کھیل و تفریح اور ان تمام دیگر امور پر مشتمل ہوتے ہیں جو بچیوں کی ذہنی وفکری نشوونما کے لئے ضروری ہیں۔ ان بچیوں کے اپنے دفاتر ہیں، اپنا انتظام ہے، اپنا بجٹ ہے، اپنے جسمانی اور علمی مقابلہ جات ہیں، اپنی کتب اور لٹریچر ہے۔ غرضیکہ احمدی بچی کے علاوہ دنیا کی کوئی بھی بچی اس قدر منظم اور فعال نہیں ہے۔ چھوٹی چھوٹی بچیاں اپنی تنظیموں کی عہدیدار ہیں۔ کوئی سیکرٹری تربیت ہے اور کوئی سیکرٹری مال۔ وہ مقامی سطح پر بھی منظم ہیں اور مرکزی اور بین الاقوامی سطح پر بھی۔ دنیا اس تنظیم کی وسعت، گہرائی اور افادیت کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

پندرہ سال سے بڑی عمر کی احمدی لڑکیاں اور عورتیں الگ طور پر منظم ہیں۔ ان کے پروگرام تعلیمی، تربیتی، فلاحی، سماجی، معاشرتی، معاشی اور دیگر انسانی امور پر مشتمل ہیں۔ یہ عورتیں ایڈمنسٹریٹر بھی ہیں اور سیکرٹری بھی، ادیب بھی ہیں اور شاعر بھی، مصنف بھی ہیں اور مؤلف بھی۔ کھلاڑی بھی ہیں اور ریفری بھی۔ غرضیکہ وہ ہر شعبہ زندگی میں بھرپور کردار ادا کر رہی ہیں اور بعض امور میں مردوں سے بھی بہت آگے ہیں۔ دنیا کا ہر ملک، ہر قوم، ہر نسل اور ہر ایک سماج اس تنظیم کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ قوم احمد کے سوا کرہ ارض پر کوئی ایسی قوم موجود نہیں جس نے عورت کو اس حد تک منظم، فعال، موثر اور بامقصد زندگی گزارنے کا موقعہ فراہم کیا ہو۔ ۔

احمدی عورتوں کی یہ بین الاقوامی تنظیمیں دنیا کے کم و بیش ۱۵۰ ممالک میں قائم ہو چکی ہیں اور عنقریب باقی ماندہ ممالک میں بھی قائم ہو جائیں گی۔ لیکن دنیا ان سے ناواقف ہے کیونکہ یہ عورتیں اپنے تمام امور اسلامی پردہ کی حدود میں رہتے ہوئے سرانجام دے رہی ہیں۔ ان کا مردوں کی تنظیموں سے رابطہ تو ہے لیکن وہ اپنے کام مردوں سے الگ رہ کر کر رہی ہیں۔ اور یہ سب کچھ اسلامی تعلیم کا عملی نمونہ ہے جو عیسائیت کی تعلیم سے بالکل مختلف ہے۔ احمدی عورت کو اسلام کی اس تعلیم پر عمل کرتے وقت کسی معذرت خواہانہ رویہ اپنانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اس کا اس تعلیم پر عمل کرنا ہی اس کی اس پراعتمادی کی اصل وجہ ہے۔

عورت سے متعلق اسلامی تعلیم کا خلاصہ

اسلام کی ہر تعلیم کی بنیاد فطرت انسانی پر قائم ہے۔ اسی لئے اس سے بہتر تعلیم کا تصور محال ہے۔ عورت سے متعلق اسلامی تعلیم بھی انسان کے فطری قویٰ اور رجحانات وغیرہ پر قائم ہے۔ نسل انسانی کی بقاء اور تسلسل کے قیام کے لئے مرد اور عورت میں جنسی کشش کی خاصیت رکھی گئی ہے۔ جس کا فطری اور موزوں استعمال نسل انسانی کی بقاء اور ارتقاء کے لئے ضروری ہے جبکہ اس کا غیر فطری اور غیر موزوں استعمال انسان کو انسانیت کے دائرے سے خارج کر کے اسے ادنیٰ جانوروں سے بھی کم تر اور بدتر بنا دینے کی اہلیت کا حامل ہے۔

اسلام عورت کو وہ تمام عزت و تکریم اور حقوق دیتا ہے جو اس کی جسمانی، ذہنی، فکری، قلبی، سماجی، معاشرتی، معاشی، وراثتی، اخلاقی، روحانی اور دیگر ضروریات کے لئے ضروری ہیں۔ عورت کی تعلیم و تربیت اسی طرح پر فرض ہے جس طرح مرد کی۔ عورت کے فرائض اور حقوق بنیادی طور پر وہی ہیں جو مرد کے ہیں لیکن چونکہ عورت کی فطری بناوٹ مرد سے مختلف ہے۔ اس کے قویٰ مختلف ہیں، اس کی Physics مختلف ہے، اس کی Chemistry مختلف ہے، اس کی Biology مختلف ہے، اس کی نفسیات مختلف ہے، ان فطری اختلافات کے پیش نظر مرد اور عورت کے فرائض و حقوق میں بنیادی طور پر ایک جیسے ہوتے ہوئے بھی تفصیلات مختلف ہیں۔ قبل اس کے کہ میں ان تفصیلات میں جاؤں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت کے فطری اختلافات کی کچھ وضاحت کر دی جائے۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ عورت کی فطری بناوٹ ہی مرد سے مختلف ہے۔ مرد قد، وزن، جسمانی قوت اور کئی ایک پہلوؤں سے عورت سے مختلف ہے۔ اس کی ساخت سخت اور محنت طلب کاموں کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ گو یہ حقیقت ناقابل تردید ہے لیکن مرد اور عورت کی برابری کی بحثوں کو سلجھانے کے لئے اس کی کسی قدر تفصیل بیان کرنا ضروری ہے۔

یہ امر کہ مرد کے جسم میں رحم اور اس سے متعلقہ اجزاء نہیں ہوتے غیر متنازع امر ہے۔ اسی طرح پر مرد کا جسم بچے کی خوراک بنانے کی صلاحیت سے عاری ہے۔ بچے کی پرورش جس حوصلے، صبر، استقلال، قربانی اور جذباتی لگاؤ کی متقاضی ہوتی ہے مرد بالعموم بچے کی ان ضروریات کی تکمیل کے لئے غیر موزوں ہوتا ہے جبکہ عورت فطری طور پر ان فرائض کی ادائیگی کے لئے بنائی گئی ہے۔ ان حقائق سے انکار ناممکن ہے۔

متنازع امور یہ ہیں کہ مغرب میں بالخصوص اور مشرق میں بالعموم یہ سمجھا جاتا ہے کہ عورت ہر وہ کام کر سکتی ہے جو مرد کر سکتا ہے۔ یہ بات اس حد تک تو درست ہے کہ عورت مزدوری بھی کر سکتی ہے۔ فوج میں بھرتی ہو کر لڑ بھی سکتی ہے۔ پولیس کے فرائض بھی انجام دے سکتی ہے۔ کرکٹ، فٹ بال اور بیس بال وغیرہ بھی کھیل سکتی ہے، تیراکی بھی کر سکتی ہے اور تمام وہ کام کر سکتی ہے جو عام طور پر مردوں کے کام سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن وہ ان کاموں میں مرد کے معیار کارکردگی تک نہیں پہنچ سکتی۔ مزدوری تو وہ کر سکتی ہے لیکن مزدوری میں مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ عورتوں کی پولیس فورس مردوں کی پولیس فورس کے معیار تک نہیں پہنچ سکتی۔ عورتوں کی باکسنگ، کرکٹ، فٹ بال، بیس بال، ہاکی کی ٹیمیں مردوں کی ٹیموں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ یہ عورت کی فطری حدود ہیں جن سے وہ تجاوز نہیں کر سکتی۔

اسی طرح مرد بعض امور میں عورتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت، نرسنگ اور بچوں کی نگہداشت وغیرہ امور میں عورت مرد سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتی ہے۔

گویا کہ مرد اور عورت کے دائرہ ہائے کار فطری طور پر الگ الگ ہیں۔ مرد اور عورت صرف اس لحاظ سے مساوی ہیں کہ دونوں انسان ہیں۔ دونوں کے بنیادی انسانی حقوق مساوی ہیں۔ لیکن ان کی فطری استعدادیں مختلف اطراف میں جھکی ہوئی ہیں۔ مرد اور عورت کے انہی فطری اختلافات کی وجہ سے اسلام نے ان کی تقسیم کار (Division of Work) اس طرح پر کی ہے کہ وہ انسانیت کے بہترین مفاد میں ہے۔

اس کے برعکس مغربی ممالک میں آزادی نسواں اور مردوں اور عورتوں میں مساوات کے نام پر جس طرح عورت ذلیل و رسوا ہو رہی ہے اور جس قسم کے دردناک حالات میں وہ مبتلا ہو چکی ہے اس کا احساس خود ان ممالک کے اہل دانش کو ہو رہا ہے اور گاہے بگاہے اس کا تذکرہ میڈیا میں ہوتا رہتا ہے۔ مرد اور عورت دونوں کے گھر سے باہر فل ٹائم جاب کرنے کے باعث گھر اور خاندان تباہ ہو رہے ہیں، ان کا امن و سکون اٹھ چکا ہے۔ بچے Baby Sitting کے نتیجے میں اخلاقی اور نفسیاتی طور پر تباہ ہو چکے ہیں۔ بوڑھے والدین بچوں کے ساتھ رہنے کی بجائے Old People Homes میں رہ کر ذہنی مریض بن چکے ہیں۔ Friendship شادیوں پر فوقیت حاصل کر چکی ہے۔ فیملی سسٹم ٹوٹ چکا ہے۔ انفرادیت، اجتماعیت پر غالب آ چکی ہے۔ بچوں کے پاس والدین کے لئے وقت نہیں ہے کیونکہ اس سے قبل والدین کے پاس بچوں کے لئے وقت نہیں تھا۔ اس ساری تباہی و بربادی کے باوجود مغرب پاگلوں کی طرح اسلامی ضابطہ حیات پر اعتراض کرتا چلا جا رہا ہے۔ شاید وہ یہ چاہتا ہے کہ جس طرح مغربی فیملی تباہ ہو چکی ہے اور انسانی اقدار کا جنازہ نکل چکا ہے اسی طرح اسلامی ممالک میں بھی ہو۔ مغرب زدہ اسلامی ممالک بھی ابھی مغرب سے بہتر ہیں۔ والدین کا احترام ابھی مسلم معاشرے سے رخصت نہیں ہوا۔ اسلامی ممالک نے ابھی تک عورت کو تماشا نہیں بنایا کہ وہ ہر جگہ اپنی نسوانیت بکھیرتی رہے۔ مسلمان بچے ابھی بالعموم ماؤں کی پیار بھری گودوں میں ہی پلتے ہیں نہ کہ Baby Sitters کے پاس۔ بوڑھے والدین اور رشتہ دار ابھی حکومت کی تحویل میں نہیں مرتے۔ بلکہ اپنے بچوں کے درمیان عزت اور احترام سے فوت ہوتے ہیں۔ مسلمان عورت مجموعی طور پر اب بھی باحیا اور باوقار ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مغرب کے ان تمدنی، خاندانی اور سماجی و معاشرتی مسائل کا حل صرف اور صرف اسلامی تعلیم کو قبول کرنے میں ہے۔

Kenssy
Fried
Chicken

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

الفضل ڈائجسٹ

(تلخیص و ترتیب: محمود احمد ملک)

"الفضل انٹرنیشنل" کے دفتر میں گذشتہ ہفتہ میں موصول ہونے والے اخبارات و جرائد میں لجنہ اماء اللہ پاکستان کا ماہنامہ "مصباح" بھی شامل ہے۔

ماہنامہ "مصباح" ربوہ کے مارچ ۱۹۹۵ء کے شمارے میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریکات کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ چونکہ اس مضمون کا ماخذ "تاریخ احمدیت" ہے اس لئے پیش کردہ جائزہ بھی مطبوعہ جلد ہشت دہم کے ساتھ ۱۹۵۷ء تک جاکر اچانک ختم ہو جاتا ہے اور ایک تشنگی کا احساس قائم رہتا ہے۔ اسی شمارے میں حضرت مصلح موعود کی یاد میں کہی گئی سیدہ منیرہ ظہور صاحبہ کی نظم کے دو اشعار پیش ہیں

وہ اسیران نفس کی رستگاری کا نقیب
وہ بیوت الذکر کا معمار، رہبر، خوش نصیب
تجھ کو صدیوں یاد رکھیں گے یہ ربوہ کے مکیں
نام تیرا تا ابد کوئی بھلا سکتا نہیں

اسی شمارے میں محترم ہادی علی صاحب کا ایک مضمون "توحید کا سبق" شائع ہوا ہے جس میں اس اہم موضوع کو گھر میں اتفاق کے پس منظر میں بیان کیا گیا ہے۔

محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کے "دوہے" اس شمارے کی زینت ہیں، اس کے دو اشعار ذیل میں پیش ہیں

گدلے پانی میں تو چاند بھی صاف دکھے نہ پھول
ساجن درشن چاہے تو کر صاف تو من کی دھول
منگتی در پہ آ بیٹھی ہے جھولی کو پھیلائے
اس آشا میں اس در سے کوئی خالی ہاتھ نہ جائے

ہفت روزہ "بدر" قادیان کے ۷ اپریل کے شمارہ میں "اداریہ" میں پاکستان کی بگڑتی ہوئی امن و امان کی صورتحال کا تجزیہ کرتے ہوئے احمدیوں پر ہونے والے مظالم پر اہل وطن کی بے حسی اور خاموشی پر ماتم کرتے ہوئے حضرت اقدس
مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر پر اختتام کیا ہے۔

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہوگئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

جماعت احمدیہ برطانیہ کا مجلہ "اخبار احمدیہ" ماہ مارچ و اپریل ۱۹۹۵ء کے انگریزی حصہ میں ایک دلچسپ خبر شائع ہوئی ہے کہ ایک احمدی جناب محمد اقبال ڈار صاحب نے ۱۹۶۴ء میں دنیا میں ایک نئی قائم ہونے والی مملکت کا نام تجویز کیا تھا۔ دو ممالک ٹانگا نیکا اور زنجبار کے ادغام سے قائم ہونے والے نئے ملک کے نام کے لئے ایک عالمی مقابلہ کروایا گیا تھا جو اس وقت ٹانگانیکا میں مقیم محمد اقبال ڈار صاحب نے جیتا اور ایک قومی تمغہ، سند اور پچیس پاؤنڈ انعام کے حقدار قرار پائے۔ TANZANIA میں TAN کے حروف Tanganyika سے اور ZAN کے حروف Zanzibar سے لے کر ایک ملک کا نام بنانے کے لئے آخر میں IA کے الفاظ لگادیئے گئے ہیں۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ کے ۸ اپریل کے پرچہ میں حضرت حافظ نبی بخش صاحب کے بارہ میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ حضرت حافظ صاحب ان خوش نصیب افراد میں سے تھے جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دعویٰ سے طویل عرصہ قبل ہی حضور علیہ السلام کی خدمت میں بے تکلفی سے حاضر ہوتے اور صحبت سے فیضیاب ہوتے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ "رات کو میں بیت الفکر میں بچھے ہوئے تخت پوش پر سو جاتا۔ تخت پوش کی پائنتی کی طرف ایک چارپائی ہوتی جس پر حضرت صاحب رات کو اور صبح کی نماز کے بعد استراحت فرماتے۔ جب کبھی میری آنکھ کھلتی تو میں حضرت صاحب کو اسی تخت پوش کے ایک طرف نماز میں ہی مشغول پاتا"۔

اسی پرچہ میں شائع ہونے والی آصف محمود باسط صاحب کی ایک غزل کے دو اشعار ہیں۔

آگ برساتی ہوئی اس دھوپ میں
اک تمہاری ذات کا سایہ بہت
اک بہاروں تک نہیں محدود تھا
تو تو ہر موسم میں یاد آیا بہت

روزنامہ "الفضل" ربوہ کے ۹ اپریل کے پرچہ میں "تلقین عمل" کے کالم میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشادات شائع ہوئے ہیں۔ حضور قبولیت دعا کے بارے میں فرماتے ہیں کہ دعا کرتے وقت صفات الٰہیہ کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ اس طرح دعا کا ذہانت کے ساتھ بھی تعلق ہے اور کہہ سکتے ہیں کہ ذہین انسان خدا تعالیٰ کا مزاج دان بن جاتا ہے۔ حضور خدام الاحمدیہ کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ خدام اپنے اندر استقلال پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ استقلال اس کو کہا جاتا ہے کہ کسی کام کی حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے انسان برابر اپنے کام میں لگا رہے۔

محترم نسیم سیفی صاحب کی ایک نظم بھی اس شمارہ میں شائع ہوئی ہے۔

ترے کرم سے مجھے یقیں ہے قریب منزل پہنچ گیا ہوں
کہ دل جھکا جا رہا ہے سجدے میں بجذو و بیقرار ہوکر

اسی شمارے میں محترم نذیر احمد ڈار صاحب کا ایک مضمون جناب امری عبیدی صاحب کے پاکیزہ خصائل کے بارے میں شائع ہوا ہے۔ جناب عبیدی صاحب جہاں دنیاوی میدان میں ٹانگا نیکا اور تنزانیہ کے وزیر رہے۔ وہاں تنزانیہ کے پہلے امیر و مشنری انچارج بننے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا۔ محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کے ساتھ مل کر قرآن کریم کا سواحیلی ترجمہ کرنے کی بھی آپ نے توفیق پائی۔ ایک واقعہ انکی شخصیت کے کئی پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے کہ جب آپ وزیر تھے تو ان دنوں حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحب تنزانیہ تشریف لے گئے۔ حضرت چودھری صاحب کا قیام حکومت کی طرف سے گیسٹ ہاؤس میں تھا لیکن آپ نمازوں کی ادائیگی کے لئے باقاعدہ مسجد تشریف لاتے۔ مکرم امری صاحب کا یہ معمول تھا کہ وہ جوتے خود اٹھاکر حضرت چودھری صاحب کے لئے رکھدیتے۔ حضرت چودھری صاحب نے انہیں اس سے روکتے ہوئے فرمایا کہ امری صاحب آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ آپ ایک حکومت کے وزیر ہیں اس پر مکرم امری صاحب نے جواب دیا "مگر چودھری صاحب آپ حضرت اقدس کے صحابی ہیں"۔ یہ واقف زندگی فدائی احمدی ۹ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو وفات پاگئے۔ ان کے جنازہ میں پانچ ممالک کے سربراہوں نے شرکت کی اور انہیں پورے فوجی اعزاز کے ساتھ احمدیہ قبرستان کے قطعہ موصیاں میں دفن کر دیا گیا۔

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

ریل گاڑیوں کے حادثوں میں بچاؤ کی حفاظتی تدابیر

اکثر و بیشتر دنیا میں ریل گاڑیوں کی آپس میں ٹکر کی خبریں آتی رہتی ہیں جن میں بدقسمتی سے بعض اوقات بڑا جانی نقصان ہوتا ہے۔ انجینئرز ہمیشہ اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ ریل گاڑیوں کو کس طرح زیادہ سے زیادہ محفوظ بنایا جائے تاکہ اول تو حادثہ ہی نہ ہو اور اگر ایسا واقعہ ہو جائے تو کم سے کم جانی نقصان ہو۔

ریل گاڑیاں بالعموم مضبوط اور وزنی لوہے سے بنائی جاتی ہیں۔ جب گاڑی تیز رفتاری سے چل رہی ہو تو اس کے Momentum (یہ مقدار گاڑی کے وزن کو اس کی رفتار سے ضرب دینے سے حاصل ہوتی ہے) میں بہت اضافہ ہوتا ہے۔ جب خدانخواستہ ٹکر ہو تو اس Momentum کی قوت دوسری گاڑی میں منتقل ہو جاتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں تیز رفتار سے آنے والی گاڑی کے ڈبے دوسری گاڑی پر چڑھ جاتے ہیں اور ڈبے ریلوے لائن سے اتر کر گر پڑتے ہیں جس کے نتیجہ میں سخت جانی نقصان ہو سکتا ہے۔

انجینئروں نے ٹکر کے اثر کو کم کرنے کے لئے ڈبوں کو ایک نئی طرز سے ڈیزائن کرنا شروع کیا ہے۔ چنانچہ ایک تو ڈبوں کے باہر ایک طرح کے پرزے جنہیں Teeth کا نام دیا گیا ہے لگائے گئے ہیں کہ ٹکر کے نتیجہ میں ایک کے دانت دوسرے ڈبے کو جکڑ لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے حصے بنائے گئے ہیں جو ٹکر کے نتیجہ میں خود تو فوری طور پر تباہ ہو جاتے ہیں لیکن Momentum کی طاقت کو مسافروں والے حصہ تک پہنچنے سے پہلے بہت حد تک کم کر دیتے ہیں۔ انہیں Crumping Zone کا نام دیا گیا ہے۔ اس کی سادہ مثال یوں ہی ہے کہ جیسے کاروں میں Shock Absorber لگے ہوتے ہیں جو جھٹکوں کو بڑی حد تک خود برداشت کر لیتے ہیں اور مسافر کو بہت کم جھٹکے لگتے ہیں۔

اس ڈیزائن کو ثابت کرنے کے لئے انجینئروں نے دو ٹرینوں کی آپس میں ٹکر کرائی۔ مسافروں کی بجائے مختلف Dummies بٹھائی گئیں۔ اور ان میں بہت سارے آلات لگائے گئے تاکہ ٹکر کے نتائج کا تجزیہ کیا جاسکے۔ چالیس میل کی رفتار سے آنے والی گاڑی کی ایک کھڑی گاڑی سے ٹکر کی گئی۔ انجینئروں کو یہ جان کر خوشی ہوئی کہ اس تجرباتی ٹکر کے نتیجہ میں نہ تو گاڑی کے ڈبے ایک دوسرے پر چڑھے اور نہ ہی لائن سے اترے۔ اور مصنوعی انسانوں (Dummies) کو بھی نسبتاً کم نقصان پہنچا۔

انگلستان میں کئی گاڑیوں میں اب ایسے ڈبے لگا دیئے گئے ہیں۔ امید ہے کہ اس کے نتیجہ میں شرح اموات میں بہت کمی ہوگی۔

سانپ کے زہر کا تریاق

دنیا میں سانپوں کی بے شمار اقسام موجود ہیں۔ ایشیا، افریقہ، آسٹریلیا اور امریکہ کے بعض علاقوں میں نسبتاً بے ضرر سانپوں سے لے کر بعض انتہائی زہریلے سانپ موجود ہیں کہ جن کا ڈسا ہوا انسان چند منٹوں میں موت کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس لئے سائنس دان سانپوں کے زہر کا تریاق ڈھونڈنے میں لگے رہتے ہیں۔ قدرت خداوندی کے بنائے ہوئے نظام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کا علاج ڈھونڈا جاتا ہے۔ چنانچہ سانپ کا زہر ایک نہایت ہی معمولی مقدار میں گھوڑوں کے جسم میں داخل کیا جاتا ہے۔ گھوڑوں کا دفاعی نظام ان زہروں کے تریاق کے طور پر اپنے اندر سے Anti Bodies پیدا کرتا ہے۔ ان Anti - Bodies سے پھر زہر کا تریاق تیار ہو جاتا ہے۔ اگرچہ یہ علاج اکثر و بیشتر سانپ کے کاٹنے پر کامیاب ہوتا ہے۔ پھر بھی بعض اوقات یہ تریاق بعض مخصوص سانپوں کے زہر سے بچنے کا باعث نہیں بنتا۔

آسٹریلیا میں سانپوں کی بے شمار اقسام پائی جاتی ہیں اور سانپوں کے ڈسنے سے اموات بھی ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے وہاں پر تحقیقی کام کافی آگے ہے۔ پروفیسر Kevin Broadway کی ریسرچ ٹیم یہ کوشش کر رہی ہے کہ کوئی ایسا تریاق دریافت ہو سکے جو ہر قسم کے سانپ کے زہر کا علاج کر سکے۔ انہوں نے مشاہدے اور تجربات سے ثابت کیا کہ اگر ایک قسم کا زہریلا سانپ دوسری قسم کے سانپ کو کاٹ بھی لے تو دوسرا سانپ نہیں مرتا۔ اس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ سانپ کے اندر خدا تعالیٰ نے ضرور کوئی ایسا مادہ رکھا ہے جو زہر کو بے اثر کر دیتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے مختلف سانپوں کے زہروں وغیرہ کا تجزیہ کرنے کے بعد ایک ایسی پروٹین کا پتہ چلایا جس کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ یہ زہر تریاق بنتی ہے۔ اس کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے ایک چوہے کو مختلف سانپوں سے ڈسوایا اور پھر اسے اس پروٹین کا ٹیکہ لگایا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ چوہا زندہ سلامت رہا۔

ابھی اس پروٹین پر مزید تحقیقات ہو رہی ہیں۔ اور جب سائنس دان اس علاج سے مکمل طور پر مطمئن ہو جائیں گے تو اسے ایک پن (Pen) کی شکل کے ایک ٹیکے میں لوگوں کو مہیا کر دیا جائے گا۔ خاص طور پر وہ لوگ جو آسٹریلیا کے جنگلات میں جاتے ہیں اگر کہیں سانپ انہیں کاٹ لے تو اس پین کے ذریعہ وہ فوری طور پر اپنے آپ کو ٹیکہ لگا سکتے ہیں۔ اور یوں وہ سانپ کے زہر سے بچ سکیں گے۔

مکتوب آسٹریلیا
دلچسپ خبریں

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

بچہ کے قدرتی دفاعی نظام نے ایچ۔ آئی۔ وی۔ وائرس کا خاتمہ کر دیا

حال ہی میں طبی دنیا میں ایسا واقعہ پیش آیا ہے جس نے ڈاکٹروں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے اور یہ خبر ۳۱ مارچ ۱۹۹۵ء کو آسٹریلیا کے اخباروں میں جلی سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی ہے اور ٹی۔ وی کی اہم خبروں میں پیش کی گئی ہے۔ یہ خبر سب سے پہلے The New England Journal of Medicine میں شائع ہوئی ہے۔

خبر کے مطابق امریکہ کی ایک ایسی عورت نے بچہ کو جنم دیا جو AIDS سے بیمار تھی اور بعد میں فوت ہو گئی۔ جبکہ بچہ صرف ۱۹ دن کا تھا۔ اور جب بچہ ۵ دن کا تھا تو اس کا ٹیسٹ کیا گیا تو اس میں ایچ۔ آئی۔ وی۔ وائرس پائے گئے جو ایڈز کا مرض پیدا کرتے ہیں۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ جب بچہ ایک سال کا ہوا اور اس کا دوبارہ معائنہ ہوا تو بغیر کسی دوا کے HIV Infection ختم ہو چکی تھی۔ بچہ زیر معائنہ رہا اگر وائرس بچے کے جسم میں چھپے ہوئے ہوتے تو تین سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے دوبارہ نمودار ہو کر ایچ آئی وی اور ایڈز پیدا کر دیتے۔ اب وہ بچہ پانچ سال کا ہے۔

ڈاکٹر زیکلر کہتے ہیں کہ یہ سنسنی خیز خبر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جسم کے دفاعی نظام کو اگر طاقت بہم پہنچائی جائے تو وہ اس وائرس کو بھی تباہ کر سکتا ہے۔ اس واقعہ سے ڈاکٹروں کو ایڈز کے علاج کے سلسلہ میں ایک روشنی کی کرن دکھائی دی ہے۔

جسم کے دفاعی نظام کو ابھارنے اور بیماری سے ٹکرانے کے لئے خدا کے فضل سے ہومیوپیتھک ادویہ بہت موثر ہیں۔ اس تحقیق کے سامنے آنے سے کئی ماہ قبل حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے ہومیوپیتھک پروگرام میں ایڈز کی ایک مریضہ کا واقعہ بیان فرمایا تھا جس کو حضور کی دوائی سے ایسا آرام آیا تھا کہ معائنہ کرنے والا ڈاکٹر بھی حیران تھا۔ لگتا تھا کہ ایڈز وائرس یا تو ختم ہو گئے ہیں یا نیم مردہ حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ مریضہ کے دفاعی نظام نے ایڈز کے وائرس کو زیر کر لیا جبکہ یہ مرض خود دفاعی نظام ہی کو ناکارہ کر دیتی ہے۔

ایلومینئم سے یادداشت کھودینے کی بیماری Alzheimer پیدا ہو سکتی ہے؟

یہاں چند روز قبل اس خبر کا خوب چرچا رہا کہ ایلومینئم سے یادداشت کھودینے کی بیماری Alzheimer پیدا ہو سکتی ہے۔

آسٹریلین انسٹی ٹیوٹ فار بائیو میڈیکل ریسرچ کے ڈاکٹر جوڈی والٹن (Dr. Judie Walton) کی تحقیق کے مطابق ایلم (Alum) (جس کا پورا نام Aluminium Sulphate ہے اور جو پانی کی گار یا تلچھٹ بٹھانے کے لئے استعمال ہوتی ہے)، کا Alzheimer کی بیماری سے گہرا تعلق ثابت ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایلومینئم کے بارہ میں پہلے سے معلوم تھا کہ یہ (Neuro—Toxin) اعصاب کے لئے زہر ہے اب انہوں نے یہ معلوم کیا ہے کہ ایلزہائمر کی بیماری سے جن امور کا تعلق ہے ان میں سب سے بڑھ کر ایلومینئم ہے۔ یہ پانی سے خون میں شامل ہوتی ہے اور اگر جسم اسے خارج نہ کر سکے تو انسانی دماغ میں جا کر یہ بیماری پیدا کرتی ہے۔ اگرچہ اس کا تعلق انسان کے اپنے دماغ کی طبعی ساخت سے بھی ہے۔ ایک اور سائنس دان Dr. Claudio Tuniz نے ایک آلہ کی مدد سے دماغ میں ایلومینئم کا Isotope جس کا نام 26 AL تھا موجود پایا (یعنی مختلف جوہری وزن اور ساخت کا ایلومینئم ایٹم)۔

ایلومینئم کا استعمال کھانا پکانے کے برتنوں، پانی کو مٹی کے اجزاء سے صاف کرنے، جوس کے ڈبوں اور بعض ڈبوں کے کھانوں میں ہوتا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اگر کسی ایلومینئم کے برتن میں ۳۰ منٹ تک پانی کو چاول وغیرہ کے لئے ابالا جائے تو صحت کے بین الاقوامی W.H.O. کے معیار سے کئی گنا زیادہ ایلومینئم کھانے میں شامل ہو جاتا ہے۔

ایلومینئم انڈسٹری سے متعلقہ سائنس دانوں نے البتہ اس رپورٹ پر نقطہ چینی کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ تجربات چوہوں پر کئے گئے ہیں اور ان کے نتائج انسانوں پر منطبق نہیں کئے جا سکتے۔ اور اس رپورٹ نے خواہ مخواہ لوگوں میں خوف و ہراس پیدا کر دیا ہے۔

بقیہ سوال و جواب

چاہئے کہ چار گواہ پیش کرے کیونکہ اسلامی قوانین کے مطابق جب تک کوئی چار گواہ پیش نہیں کرے گا یہ الزام لگے گا ہی نہیں۔ چار گواہ پیش کرنے کے بعد اگر سائنٹیفک تحقیق بھی شامل حال ہو جائے تو بہتر ہے۔ یہ پتہ لگ جائے کہ گواہی جھوٹی تو نہیں۔ پہلے تو چار گواہوں کی دیانت پر اعتماد کیا جاتا تھا۔ چار گواہوں کو سائنسی ایجادات نے کالعدم قرار نہیں دیا بلکہ چار گواہوں کی شرط اپنی جگہ قائم رہے گی۔ وہ مقدمہ ہی نہیں ہو گا جب تک پہلے چار گواہ نہ ہوں جب Initiate ہی نہیں ہو گا جب تک پہلے چار گواہ نہ ہوں جب Initiate ہو جائے تو پھر سائنس کے گواہ بھی پیش ہو سکتے ہیں یہ ثابت کرنے کے لئے کہ یہ چار گواہ سچے ہیں یا جھوٹے ہیں۔

(باقی آئندہ۔ انشاء اللہ)

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
28th April 1995 - 11th May 1995

FRIDAY 28TH APRIL

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 Japan update
12.30 Learning Languages with Hazoor Lesson 8, Part 2.
1.00 News
1.30 Friday Sermon LIVE
2.40 MTA Variety-correct Pronouciation of Durres-sameen
3.00 Mulaqat with urdu speaking friends.
4.00 MTA Variety Sirat Sahaaba Masih-e-Maud-Hazrat Munshi Arorhey Khan.(759)
4.50 Tomorrow's Programmes

SATURDAY 29TH ARIL

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 Eurofile
12.30 Learning Languages with Hazoor Lesson 9, Part 1.
1.00 News
1.30 Around the Globe
2.00 Mulaqat 29/4/95
3.00 MTA Variety-Islamlamische Presse Schau, Part 7 Spiritual advantage of Muslims in Germany
4.00 LIQAA MA'AL ARAB 29/3/95
4.50 Tomorrow's Programmes

SUNDAY 30TH APRIL

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 Eurofile
12.30 Learning Languages with Hazoor Lesson 8, Part 2.
1.00 News
1.30 Around the Globe
2.00 Mulaqat 30/4/95.
3.00 Letter from London.
3.30 MTA Variety German Prog. Islamlamische presse Schau , Part 8
4.00 Children's Corner
4.50 Tomorrow's Programmes

MONDAY 1ST MAY

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 Eurofile
12.30 Learning Languages with Hazoor Lesson 10, Part 1.
1.00 News
1.30 Around the Globe-"Preaching of Islam in a Socialist World"
2.00 Natural Cure Homeopathy Lesson 77.
3.00 MTA Variety-German Prog-KM IV Q&A 4/9/91 in Hamburg.
4.00 Children's Corner
4.50 Tomorrow's Programmes

TUESDAY 2ND MAY

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 Medical Matters-"Tuberculosis"-Pakistan(754)
12.30 Learning Languages with Hazoor Lesson 10, Part 2.
1.00 News
1.30 Around the Globe
2.00 Natural Cure Homeopathy Lesson 78.
3.00 Children's Corner.
4.00 MTA Variety-"Qaid-e-Azam Ka Pakistan aur Moojudah Surat-e-Hal. (789)
4.50 Tomorrow's Programmes

WEDNESDAY 3RD MAY

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 Eurofile.
12.30 Learning Languages with Hazoor Lesson 11, Part 1.
1.00 News
1.30 Around the Globe
2.00 Tarjumat-ul-Quran Lesson No.50
3.00 MTA Variety About Sirat Sahaaba-Hazrat Masih-e-Maud "Hazrat Munshi Abdullah Khan"(759)
4.00 Children's Corner.
4.50 Tomorrow's Programmes

THURSDAY 4TH MAY

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 Medical Matters-First Aid
12.30 Learning Languages with Hazoor Lesson 10; Part 2.
1.00 News
1.30 Around the Globe
2.00 Tarjumat-ul-Quran Lesson No.51
3.00 MTA Variety
4.00 LIQA'A MA'AL ARAB 4/5/95
4.50 Tomorrow's Programmes

FRIDAY 5TH MAY

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 Japan update
12.30 Learning Languages with Hazoor Lesson 11, Part 1.
1.00 News
1.30 Friday Sermon LIVE
2.40 MTA Variety : correct pronunciation of Durres-ameen
3.00 Mulaqat with urdu speaking friends
4.00 MTA Variety : Seminar Dawat Ilallah by Hafiz Muzafar Sb.
4.50 Tomorrow's Programmes

SATURDAY 6TH MAY

11.30. Tilawat
11.45 Hadith
12:00 Eurofile:Q/A with Hazoor in Washington DC on 12/10/94 Part 1
12.30 Learning Languages with Hazoor Lesson 11, Part 2.
1.00 News
1.30 Around the Globe
2.00 Mulaqat 6/5/95
3.00 MTA Variety-German Programme.
4.00 LIQAA MA'AL ARAB 6/5/95
4.50 Tomorrow's Programmes

SUNDAY 7TH APRIL

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 Eurofile:Q/A with Hazoor in Washington DC on 12/10/94 Part 2
12.30 Learning Languages with Hazoor Lesson 12, Part 1.
1.00 News
1.30 Around the Globe
2.00 Mualaqat 7/5/95
3.00 Letter from London.
3.30 MTA Variety German Programme
4.00 Children's Corner
4.50 Tomorrow's Programmes

MONDAY 8TH MAY

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 Eurofile:Q/A with Hazoor in Washington DC on 12/10/94 Part 3
12.30 Learning Languages with Hazoor Lesson 12, Part 2.
1.00 News
1.30 Around the Globe
2.00 Natural Cure Homeopathy Lesson 79.
3.00 MTA Variety-German Prog
4.00 Children's Corner
4.50 Tomorrow's Programmes

TUESDAY 9TH MAY

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 Medical Matters
12.30 Learning Languages with Hazoor Lesson 13, Part 1.
1.00 News
1.30 Around the Globe
2.00 Natural Cure Homeopathy Lesson 80.
3.00 MTA variety
3.30 Nusrat Jahan Academy
4.50 Tomorrow's Programmes

WEDNESDAY 10TH MAY

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 Eurofile.
12.30 Learning Languages with Hazoor Lesson 13, Part 2.
1.00 News
1.30 Around the Globe
2.00 Eid-ul-Adha Sermon by Hazrat Khalifatul Masih IV on 10/5/95
3.00 MTA Variety-Eid Special
4.00 Children's Corner.
4.50 Tomorrow's Programmes

THURSDAY 11TH MAY

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 Medical Matters
12.30 Learning Languages with Hazoor Lesson 14, Part 1.
1.00 News
1.30 Around the Globe
2.00 Tarjumat-ul-Quran Lesson No.53
3.00 MTA Variety: Interview of Maulana Saeed Ansari Sahib
4.00 LIQA'A MA'AL ARAB 11/5/95
4.50 Tomorrow's Programmes

PLEASE NOTE
Feedback from viewers on the quality of the language programmes would be much appreciated.
ogrammes or their timingmay change without prior notice.

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095
Vol. 2 Friday, April 28, 1995 No. 17

شذرات

(م-ا-ح)

فرقہ واریت، اسباب اور علاج

روزنامہ جنگ لندن کے سنڈے میگزین بابت ۱۹ مارچ ۱۹۹۵ء میں جناب عامر میر کا ایک نہایت خیال افروز اور فکر انگیز مقالہ شائع ہوا ہے جس میں موصوف نے بے حد دلسوزی کے ساتھ ان دنوں پاکستان میں فرقہ وارانہ کشیدگی اور تصادم پر اظہار رائے کیا ہے۔ یوں تو یہ تحریر اس لائق تھی کہ اسے پورے کا پورا الفضل میں نقل کیا جاتا لیکن ہم اپنی حدود سے مجبور ہیں اس لئے اس کے کچھ اہم اقتباسات پیش کرتے ہیں اور جہاں فاضل مضمون نگار کو اشکال پیش آئے ہیں وہاں اپنی ناقص رائے شامل کرتے ہیں۔۔

پہلے، درپیش مسئلہ کی تحدید ہے۔ لکھتے ہیں:

"دنیا کا کوئی بھی مہذب معاشرہ اس طرح کی بدتر دہشت گردی کا متحمل نہیں ہو سکتا جیسی کہ اس وقت ہمارے ملک میں جاری ہے۔ پاکستان کہ جو آج سے دس پندرہ برس قبل ایک پرامن ملک تھا آج بدترین فرقہ واریت کی آگ میں جل رہا ہے۔ مساجد گھر، بسیں، ویگنیں، گلیاں اور محلے سب کے سب آج کل بم دھماکوں، فائرنگ اور دیگر دہشت گردانہ کارروائیوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ .... آج سے دس پندرہ برس قبل ملک میں فرقہ پرستی کا نام و نشان تک موجود نہ تھا لیکن ۱۹۸۰ء کے عشرے میں ضیاء الحق کی بے جا سرپرستی کی بدولت مختلف فرقوں نے سر اٹھانا شروع کیا جنہیں اس فوجی حکمران نے پھلنے پھولنے کے لئے مطلوبہ لوازمات فراہم کئے۔ آج ان فرقہ وارانہ گروہوں کے درمیان اختلافات دشمنی کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ ان اختلافات کو کچھ ہوا غیر ملکی بھاری امدادی رقوم سے ملی۔ بعد میں افغان جہاد نے جدید ترین آتشیں اسلحہ انہیں مہیا کیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج مختلف فرقوں کے کارکن سڑکوں پر کھلم کھلا اسلحہ لے کر دندناتے پھرتے ہیں اور جا و بے جا اسے استعمال کرنے سے گریز نہیں کرتے"۔

صورت حال کے اس بیان کے بعد صاحب مضمون نے فرقہ بندی کے مظاہر پر اظہار خیال کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"دانشوروں کی رائے میں فرقہ واریت یہ ہے کہ حق کو صرف اپنے مذہبی مسلک تک ہی محدود رکھا جائے اور دوسرے لوگوں پر کوئی اور مسلک اختیار کرنے کی پاداش میں تشدد کیا جائے۔ ان کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا جائے اور انہیں ان کے مسلک پر عمل کرنے سے روکا جائے۔ غرضیکہ دوسرے مسالک کو بالجبر ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ ان کے پیروکاروں کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنا مسلک چھوڑ دیں یا دوسرا مسلک قبول کر لیں"۔

اس کے بعد وہ اس مکروہ عفریت کے خروج اور فساد کی وجوہ کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ اس ضمن میں بحث کی ابتداء یوں ہے۔۔

"اس وقت پاکستان میں کئی فرقوں اور مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے افراد بستے ہیں اور ہر فرقہ دوسرے کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا ہے حالانکہ سبھی ایک خدا، ایک رسولؐ اور ایک قرآن کے ماننے والے ہیں۔ لیکن انہوں نے اپنے فروعی عقیدوں کو اتنا مضبوط بنا لیا ہے کہ بنیادی عقائد دب کر رہ گئے ہیں"۔

اور یہ وہ مقام ہے جہاں فاضل مقالہ نویس حقیقت کا احاطہ نہیں کر سکے۔ جسے وہ فروعی عقیدہ کہہ کر نظر انداز کرنے کا درس دے رہے ہیں، یہی وہ سدراہ ہے جو فرقہ بندی کے بعد "اصل" اور بنیاد بن جاتی ہے۔ اسے ہٹا دیا جائے تو فرقوں کی قلعہ بندی ٹوٹ جائے گی اور وہ بکھر جائیں گے اور یہ انہیں قبول نہیں۔ یہ تو سب کو تسلیم ہے کہ خدا ایک اور رسولؐ ایک ہیں اور ہر ایک اس کا بھی دعویدار ہے کہ عقائد، احکام اور قوانین قرآن و سنت کی تعلیم پر مبنی ہونے چاہئیں۔ بس یہ وہ جگہ ہے جہاں ساری خرابی کی جڑ مضمر ہے۔ فرقہ یا مسلک بنتا ہی اس طرح ہے کہ کچھ لوگ قرآن یا حدیث کی کسی نص کی ایک تعبیر و تشریح پر جمع ہو جاتے اور صرف اور صرف اسی نقطہ نظر کو صحیح تسلیم کرتے ہیں اور باقی سب کو غلط اور مردود۔ یہ تحزب کسی امام کی پیروی کی وجہ سے ہو یا کسی فقیہہ یا عالم کی تقلید کی بناء پر، اس قدر شدت اور تعصب رکھتا ہے کہ کسی تنقیق و تحکم کی گنجائش نہیں رہتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر گروہ صرف اپنے آپ کو تہتروں ناجی فرقہ قرار دیتا ہے۔ اور صرف اپنے مسلک کو ہی "ما انا علیہ و اصحابی" سمجھتا ہے۔ جب عقائد و عوائد کے لئے ایسی زبردست دلیل ان کے خیال کے مطابق اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں ان کے پاس ہو تو کہاں کی فروع اور کیسی متشابہات؟ جو امام نے کہہ دیا وہ پتھر پر لکیر ہے۔

یہاں تک تو بات قابل برداشت ہے اور "اپنا عقیدہ مت چھوڑو اور کسی کے عقیدہ کو مت چھیڑو" قابل عمل نظر آتا ہے۔ مگر معاملہ وہاں بگڑتا ہے جہاں اس کے بعد یہ قرآنی حکم یاد آتا ہے:

"کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر" (۳ : ۱۱۱)

(تم ہی سب سے بہتر لوگ ہو جو انسانوں کی بہتری کے لئے کھڑے کئے گئے ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو)۔

تو اس میں "کنتم" کی "تم" کے مخاطب صرف اور صرف اپنے آپ کو قرار دیتے ہیں اور اس پر ارشاد نبوی "میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ ایسے لوگوں کا رہے گا جو خود راستی پر ہوں گے اور لوگوں کو راستی کی طرف بلائیں گے" سے تسلی پاتے ہیں۔ اس صورت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو فریضہ سمجھ کر اپنے عقیدے اور مسلک کی تلقین و تنفیذ کے لئے ہر ممکن ذریعہ اختیار کرنے میں حق بجانب سمجھتے ہیں۔ کیا آپ نے یہ نعرے نہیں سنے کہ:

"اسلام کو بندوق کی گولی سے نافذ کریں گے"

"اسلامی انقلاب کے لئے خون کی ندیاں بہا دیں گے"

"عقیدے کے لئے جان قربان کرنا اللہ اور رسولؐ کی خوشنودی کا باعث ہے"

"جو اس عقیدے کا منکر ہے وہ مرتد اور واجب القتل ہے" وغیرہ

(حوالے گزشتہ شذرات میں دئے جا چکے ہیں)۔

اس قسم کے مجاہدانہ اعلانات کی موجودگی میں اگر غیر یہ اعتراض کریں کہ اسلام اپنی اشاعت اور نفاذ کے لئے تشدد اور خونریزی کا محتاج ہے تو ان سے کیا گلہ؟

اور جہاں تک نہی عن المنکر پر عمل کا سوال ہے وہاں اس حدیث مبارکہ سے تشدد کا جواز لاتے ہیں۔ ارشاد نبویؐ ہے:

"جہاں بدی اور کجی کو دیکھو وہاں اپنے ہاتھ سے اصلاح کرو۔ اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکو اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو کم از کم اپنے دل میں ہی برا مناؤ۔ اور یہ آخری بات نیکی کا سب سے کم تر درجہ ہے"۔

اب اگر ہاتھ کے زور سے اصلاح کرنے والے بموں اور کلاشنکوفوں سے تاثیر میں اضافہ کر لیتے ہیں تو وہ اپنی دانست میں تو کار خیر ہی کر رہے ہیں۔

جناب عامر میر صاحب پہلے انہیں ان آیات اور اقوال رسولؐ کا صحیح منشاء بتائیں، پھر ان بے چاروں سے شکایت کریں۔

جہاں تک موخر الذکر حدیث کا تعلق ہے، پاکستان کے ایک سابق مرکزی وزیر اور دانشور جناب ایس۔ ایم۔ ظفر صاحب تو اس سے ناپسندیدہ حکومت وقت کے خلاف بغاوت اور (ہاتھ سے) اس کا تختہ الٹنے کا استخراج کر بھی چکے ہیں۔ (لاہور کی ایک تقریب میں خطاب۔ رپورٹ روزنامہ جنگ لندن، ۱۷ جنوری ۱۹۹۴ء)

ان صراحتوں کے بعد ہم فرقہ وارانہ دہشت گردی کے بعض ان عوامل کی فہرست دے دیتے ہیں جن کا ذکر زیر تبصرہ مقالہ میں ہے۔ ضیاء الحق کی شہہ پر فرقہ پرست طبقہ کو اپنی "اہمیت" کا احساس ہوا (حالانکہ وہ انہیں اپنے مذموم مقاصد اور اپنے غیر آئینی اقتدار کو طول دینے کے لئے محض استعمال کر رہا تھا) اور انہیں بنکوں کے سود سے کاٹی گئی زکوٰۃ سے مدرسوں، مسجدوں اور خانقاہوں کے نام پر بھاری رقوم ملیں تو انہوں نے اس سے سرمایہ کاری کر کے مزید دینی مدرسے کھول لئے جن میں بقول مقالہ نگار:

"غریب بچے مفت کھا پی کر فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں تو کسی ایک مسلک کی "یوتھ فورس" میں شامل ہو کر ان مدارس کے سرپرستوں کی پرائیویٹ آرمی کا حصہ بن جاتے ہیں۔ یہ "چھوٹ" اپنے بڑوں کی طرف سے ملنے والی ہر ہدایت کو ایک مقدس فریضہ سمجھ کر انجام دیتی ہے چاہے ان کی جنونیت کے صدقے مسلمانوں کی جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں"۔

ان نام نہاد دینی درسگاہوں کے بعد فساد پھیلانے میں دوسرا نمبر فرقہ پرست جماعتوں کا ہے جن میں اگر پاکستانی انٹیلیجنس کی اطلاع درست ہے تو بھارتی خفیہ ایجنسی "را" کے تربیت یافتہ دہشت گرد سرگرم عمل ہیں۔ تیسرے درجہ پر وہ جاہل مگر انتہائی فتنہ پرداز ملا ہیں جو سٹیج اور منبر سے غیر مسالک کے بارے میں آتش فشانی کرتے ہیں اور زود اشتعال عوام کو ان کے پیروکاروں کے قتل پر برملا اکساتے ہیں۔

اس کے بعد علاج کا مرحلہ آتا ہے۔ محترم میر صاحب نے جو کچھ تجویز کیا ہے وہ ہم لکھے دیتے ہیں۔ لیکن ہمارے خیال میں جب تک "اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے پکڑو۔ "تم ہی خیر امت ہو باقی سب گمراہ"، "امر معروف کو طاقت سے منواؤ اور برائی کا لٹھ چلا کر قلع قمع کرو"۔ قسم کی غلط تعبیریں موجود ہیں، غازی علم دین پیدا ہوتے رہیں گے، فرقہ وارانہ خونریزی باعث رضائے الٰہی ہوگی۔ مسجدیں اور امام باڑے نمازیوں کے خون سے بار بار نہلائے جائیں گے اور اخباروں، بازاروں اور مساجد کے مناروں سے باہمی گالی گلوچ کے نعرے لگتے رہیں گے۔ بہر حال، مقالہ کا آخری پیرا جو علاج کی تجویز پر مشتمل ہے درج ذیل ہے:۔

"موجودہ حکومت نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ فرقہ پرستی کے ناگ کو سختی سے کچل دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ لیکن اسے یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ خالی بیانات اور دھمکیوں سے موجودہ ابتر صورت حال کی اصلاح ممکن نہیں ہے۔ حکومت کو فرقہ واریت کے مکمل خاتمے کے لئے موثر قانون سازی کرنی ہوگی اور پھر اس کا سختی سے نفاذ کرنا ہوگا۔ ضروری ہے کہ مذہبی فرقہ واریت کے نام پر قیمتی انسانی جانوں کے ساتھ کھیلنے والے عناصر کا ایسا کڑا احتساب کیا جائے کہ جو دوسروں کے لئے بھی قابل عبرت ثابت ہو"۔

میر صاحب بادشاہ ہیں۔ ہم ان کی خدمت میں کیا عرض کریں۔ لیکن بصد ادب یہ ضرور پوچھیں گے کہ یہ "موثر قانون سازی" کیا ہوتی ہے۔ اگر دہشت گردی اور قتل و غارت جرائم ہیں تو ان کے لئے "موثر" سزا پہلے سے "تعزیرات پاکستان" میں موجود ہے۔ ان سے تو مجیب الرحمان شامی ہی اچھے جنہوں نے اسی تاریخ کے روزنامہ جنگ لندن میں اپنے کالم میں یہ فقرہ لکھا ہے:

"سو باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ جب تک مجرموں کو مجرم سمجھ کر ان کا پیچھا نہیں کیا جائے گا، کچھ ہاتھ نہیں آئے گا"۔

اصل بات تو انہیں مجرم سمجھ کر مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کرنے کی ہے لیکن ان سے حکومت کی خوف زدگی کا یہ عالم ہے کہ ان دہشت گردوں کے سرغنوں سے اپیلیں ہو رہی ہیں۔ افطاریوں پر چاپلوسی اور منت سماجت کی خبریں آتی ہیں۔ مذاکرات کی "دعوتیں" دی جا رہی ہیں۔۔

اے آزمانے والے یہ نسخہ (حکیم مجیب الرحمان شامی والا) بھی آزما۔ ھو الشافی۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad